

سُعْدَاءِ حَيَاةٍ

پندرہ روزہ

قرآن کی اعلیٰ اور مرکزی تعلیم توحید ہے

قرآن کی اعلیٰ اور مرکزی تعلیم توحید ہے۔ سیکھوں کیا ہزاروں آیتوں میں اسی ایک مضمون کو دہرا�ا ہے۔ ہر ہڑھنگ سے کر خدا ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں، سب اس کے مخلوق، سب اس کے بندے، کوئی شاہ کا مظہر نہ اس کا بیٹا۔ قدیم صرف اس کی ذات باقی سب حادث و فانی روح و فرشتہ و پیغمبر سب اس کے حاج، وہ خود سب سے بے نیاز، سب اسی کے اشارے پر نیست سے ہست ہوئے۔ وہی سب کو عدم محض سے وجود میں لایا بغیر روح، مادہ یا کسی سہارے کے، وہی سب کا خالق وہی سب کارازق، وہی جلاتا ہے وہی پالتا ہے وہی مارتا ہے، وہی قدرت والا عالم والا، حکمت والا ہے، نجات درج شیش و حلیم، کریم و رحیم، بندوں کو نیک و بد پوری طرح سمجھا کر دونوں را یہیں ان کے سامنے کھلی چھوڑ دی ہیں۔ اب جوچاے فہم وقت ارادہ کے صحیح استعمال سے راہ راست اختیار کرے، جس کا نتیجہ راحت ہی راحت ہے اور جو بد بخت چاہے اپنی بد نیتی اور کر روانی سے ٹیز ہے راستہ پر پڑے جس کا انجام مصیبت ہی مصیبت ہے۔ خدا تعالیٰ المولوں کو ان کے عمل کی سزا بھلائے گا اور سبی اس پا غصہ وانتقام ہے، لیکن کوئی مجبوری و پابندی اس پر اس باب میں نہیں جس کو چاہے معاف بھی کر سکتا ہے۔

(مولانا عبدالمadjid دہری یادی)

”تشریفات ماجدی“

فی شمارہ - ۱۲۱

سالانہ زرع اعادوں - 250/-

اگر نومبر ۲۰۰۹ء

Rs. 12/-

۱۰۳۱
۱۷۹۳۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس شمارے میں

مولانا سید محمد نعیم حسني

حضرت مولانا سید محمد راجح حسني ندوی

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی

مولانا سید محمد واسیح رشید حسني ندوی

مولانا عبد الرحمن بخاری ندوی

محمد قصر حسین ندوی

پادری جان بیری دشمن کے قول اسلام منیر کوون

عروج و ذوال

ادارہ

مسٹی محمد نظر العالم ندوی

بیوی پر شوہر کے حقوق

خالد فیصل ندوی

دسوید کتب

مشن الحنفی عدوی

خبر و نظر

محمد جاوید اختر ندوی

دو دادسخرا

محمود حسین حسني ندوی

شعر و دب

مکمل کردہ میں

اداریہ

عید الاضحی کا پیغام

حدیث دل

ملت کے نام پیغام

شعود و آگھی

نئے چیلنجز کے سامنے

تاریخ اسلام

خواتین اسلام

محاسن اسلام

اسلامی اخوت و محبت ...

اسلام ہی کیوں؟

پادری جان بیری دشمن کے قول اسلام

منیر کوون

امریک میں تعلیمی اتحاط

فقہ و فتوی

سوال و جواب

کتاب ہدایت کی روشن

بیوی پر شوہر کے حقوق

خالد فیصل ندوی

کتب خانہ سچوی سہاران پور ..

خبر و نظر

عامی خبریں

دو دادسخرا

چباپ کاغز

تَعْمَلَاتِ حَيَاةٍ

شمارہ نمبر ۱۰

۱۰ نومبر ۲۰۰۹ء مطابق ۲۱ ذی القعده ۱۴۳۰ھ

ذیسرپرستی

حضرت مولانا سید محدث راجح حسني ندوی

(ناظم تدویۃ الحدائق)

پروفیسر صاحب الدین

(معتمد تدویۃ الحدائق)

زیر نگرانی

مولانا محدث حمزہ حسني ندوی

(ناظر عامہ تدویۃ الحدائق)

مدیر مسئول

شش الحنفی ندوی

نائب مدیر

مجموع حسن حسني ندوی

بچک مشاورت

مولانا عبداللہ حسني ندوی

مولانا محمد خالد ندوی عازی پوری

ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک کے لئے ۱۵۰۰ روپے

سالانہ ترقاوں

۱۲/ فی شمارہ ۲۵۰

ڈرافٹ تحریک حیات کے نام سے بنائی اور دین تحریک حیات ندویہ الحدائق، لکھنؤ کے پڑپوری کریں، چیک

سے بھیجی جائے وہی رقم قابل قبول نہ ہو۔ اسیں ادارہ کا تنسیب ہوتا ہے۔ برائے کرم اس کا خیل رکھیں۔

ترسل زر اور خط و کتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayat

P.O.Box No.93 Tagormarg, Badshah Bagh, Lucknow-7

E-mail: nadwa@sancharnet.in Ph: (0522) 2740406

ضمنوں نگاری رائے سے ادارہ کا تنسیب ہونا ضروری نہیں ہے

آپ کے اگر دادی بھر کے پیغمبر کے کھنکے کا درود نہ ہو چکا ہے۔ جلدی تحریک حیات ندویہ الحدائق

تھی اور کوئی پایا تحریکی تحریکی نہیں، اکتوبر یا نومبر ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

پڑھنے والے ایک دن پہلے تحریک کا ایک کامیابی

مکہ مکرمہ میں

مولانا سید محمد ثانی حنفی

عید الاضحی کا پیغام

حضرت مولانا سید محمد راجح حنفی ندوی مدظلہ

ہر نہ ہب اور قوم میں کچھ مخصوص ایام جشن اور تہوار کی حیثیت رکھتے ہیں، جو اپنے اندر اپنے مانے والوں کے لیے خوشی اور سرگزشت لیے ہوتے ہیں، جنہیں انسان اپنی زندگی کے سرگزشت آگئیں، سرو رآ میز اور لذیز ترین ایام شمار کرتا ہے، یہ ایام قومی، ملی اور ایسی یادگاروں سے وابستہ ہوتے ہیں، جو انسان کو جذبات خوشی و سرگزشت کے اظہار پر آمادہ کرتے ہیں، تہواروں کی یہ خوشی انہیں اجتماعی اور عمومی طور پر منانے سے ظاہر ہوتی ہے، اسی لیے سارے لوگ ایک ساتھ محل کران میں حصہ استطاعت و مقدرت اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں جو ان کے جذبات و احساسات سے ہم آہنگ ہوتی ہے، اسلام اور مسلمانوں کے علاوہ دیگر ادیان و نماہب اور اقوام میں ایسے تہواروں کی تعداد بہت ہے، ان کے بیہاں ہر چھوٹا بڑا واقعہ تہوار کی حیثیت رکھتا ہے۔

لیکن اسلام میں عید حسی کی خوشی منانے کے لیے صرف دو موقع رکھے گئے ہیں، ان دو عیدوں کے علاوہ جو دیگر مواقع ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے کچھ تقاضوں اور مخصوصیتوں سے مر بوط بنایا ہے، یہ تقاضے انسانی زندگی کے نشیب و فراز کو سمجھتے اور ان سے اپنے کو ہم آہنگ بنانے سے تعلق رکھتے ہیں، جیسے رمضان کا مہینہ جس میں کھانے پینے اور بہت سی ان حلال چیزوں سے رکنا پڑتا ہے جو رمضان کے علاوہ اور دنوں میں حلال ہیں، یہ پابندی دن دون بھر کے لیے ایک ماہ تک رہتی ہے، اس پابندی میں ایک نہایت نیک انسانی جذبہ کا فرقہ ہوتا ہے کیونکہ روزہ دار انسان اپنے کو ایک مہینہ تک روزانہ دن بھر کے لیے غذا سے محروم انسانوں کے زمرہ میں داخل کر لیتا ہے، اور اس طرح وہ بد نصیب اور محروم انسانوں کی پریشانیوں اور مخصوصیتوں سے خود عملی طور پر گزر کر واقفیت حاصل کرتا ہے، اس کی یہ واقفیت علمی اور مشاہدہ والی ہوتی ہے، سنسنائی اور دور کی خوبی ہوتی۔

اور یہ دو عیدیں جو اللہ نے مسلمانوں کو مرحمت فرمائی ہیں ان میں سے ایک تو عید الفطر کہلاتی ہے جو رمضان کا مہینہ پورا ہوتے ہی آتی ہے جسے روزہ دار اپنے پروردگار کی رضا جوئی کے لیے عبادت و دریافت اور جاہدہ میں گزارتا ہے، اور کھانے پینے اور مرغوب و حلال اشیاء کے استعمال سے رک کر ایک طرح سے مشقت کے ساتھ، اور اپنے جیسے دوسرے بہت سے بد نصیب اور انسانی سہولتوں سے محروم انسانوں کے احساسات و شعور میں شریک ہو کر گزارتا ہے، پورا ایک مہینہ ان کاموں میں گزارنے کے بعد عید کے روز روزوں کی پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے، اور اپنے پروردگار کی رضا جوئی اور خوشی کے حصول کے ساتھ ساتھ ایک بڑا اطمینان سکون و راحت بھی محسوس کرتا ہے۔

دوسری عید عید الاضحی کہلاتی ہے، جو عید الفطر کے دو ماہ دن بعد آتی ہے، یہ اپنے ساتھ قربانی اور جانپاری کی یادوں کی وہ معنات بھی لاتی ہے جو ایسا انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اپنے رب کے حضور میں پیش کی تھی، اور جو قربانی اور جانپاری کی شاندار مثال تھی، انہوں نے اللہ کے لیے قربانی کی چیزوں کی دی، وطن کی محبت، بیوی کی محبت اور اپنے شیرخوار بچے کی محبت، ان سب کی قربانی دی، اولاد اپنا محبوب وطن چھوڑا، پھر اپنے دو محبوب تعلق والوں لمحن بیوی اور بیوی کی محبت اپنے رب کے حکم کی بجا آؤ رہی میں ایک دور کے بے آب و گیاہ صحراء میں لے جا کر چھوڑا، اور جب ان سے اس کی بابت پوچھا گیا تو جواب دیا کہ اللہ کا حکم ہی ہے اور یہ اس کے حکم کی قبولی میں ہے۔

ان کی اس عظیم قربانی کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور قیامت تک کے لیے اس کو زندہ جاوید اور یادگار بنا دیا، اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس قربانی کو ہمیشہ یاد رکھیں، ہر سال اس کی یاد مٹائیں، اور اس کی قدر شناسی کے اظہار کا اہتمام کریں، اور اس سے مشاہدہ رکھنے والی قربانی پیش کر کے ہمدردت اس قربانی کو اپنے ذہن

جھ پر خدا کا بیشتر فضل و کرم ہے آج کل
لیل و نہار بار بار طوف حرم ہے آج کل
میری نظر کے سامنے باب حرم ہے آج کل
نجیز بندہ یہ ترا طالب کرم ہے آج کل
روکر چمنا بار بار بہر ملتزم ہے آج کل
اور ہاتھ میرے ہیں بلند اور چشم نم ہے آج کل
مجھ پر توفیل ایزدی بے کیف و کم ہے آج کل
رب العلا کے سامنے شام وحر جبیں نیاز
بندہ ترا در حضور تسلیم خم ہے آج کل
میرے خیال سے بلند ترا کرم ہے آج کل
میری دعا تو کر قبول آنا مرانہ ہو فضول
لب پر دعا ہے تیز ترا اور دم بدم ہے آج کل
ہاتھ نے دی صدا مجھے کچھ غم نہ کر دل حزیں
تیرا مقام تو بلند بیتِ اسلم ہے آج کل

تعالیٰ حاجت بہ۔

انسان کی فطرت ہے کہ جس چیز پر اس کی
ہمار نظر پڑتی رہتی ہے وہ اس سے سب سے زیادہ
غافل اور مستغفی رہتا ہے، ہزاروں آدمی ہیں جو مک
کے پھر، مڑکوں کے نام اور دو کافنوں کے سامنے بود
پڑھتے ہیں نہیں ورنہ کہا جاتا کہ یہ ارشاد تجویں تو ایسا
ہے کہ اس کو آدمی اپنے سامنے کی دیوار پر نہایت
خوب خلط جلی قلم سے لکھوا کر آؤں اس کر لے تاکہ

ملت کے نام پیغام

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسین ندوی

اور مقامِ محبویت تک پہنچا دیتی ہے اور جو کسی کو افضل
یہ دین جو اللہ نے اپنے نصلی و کرم سے ہم
سافلین میں پیچے سے پیچے مقام پر گرا دیتی ہے "تم میں سے
ہر وقت اس کی نظر اس پر پڑتی رہے، "تم میں سے
کوئی شخص موسیٰ نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش
رددناہ اُسفَل سَافِلِينَ" وہ چیز یہ ہے کہ اس کا
میں انسان کھلانے اور دین و دنیا کی ساری نعمتوں
سرچشمہ اور مقصود کیا ہے؟ اگر اس کو ہم سمجھ
کے مسخر ہیں یہ دین نہ قیاسات پر منی ہے نہ
لیں تو ساری کتابوں کے اندر جتنا علم ہے سخت کر اس
کر آیا ہوں "ماجحت بہ" جب تک اس کی خواہش
نفسانی اس حکمِ ربیٰ کے تابع نہ ہو جائے اس کا
خواہشات پر لیکن اس سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ دین
ایک نقطہ کے اندر آجائے، دین وہ ہے جس کے
دو نیا کا فرق کیا ہے؟ دنیا دہ ہے جو آدمی اپنے قیاس،
اندر روح بندگی کی ہو، اور دنیا دہ ہے جس کے اندر روح
ذریعہ میں ہوں، اس وقت تک اس کا ایمان مکمل نہیں
تلن و چین، اپنی عقل و تجربہ، اپنی ذہانت یا اپنے
ہو سکتا، "جو چیز دنون کو جدا کرنے والی ہے وہ یہ ہے
اندر کے تقاضے سے بر تا ہے اور دین وہ ہے جو اس
دنیاوی مقصود کا حصول ہو جیسا کہ بخاری شریف کی
کہ یہ سب جذبے حکمِ الہی اور نشانےِ الہی کے ماتحت
کو اپر سے ملتا ہے، دین و دنیا کو جو چیز علیحدہ کرتی
چلی حدیث میں آیا ہے کہ "انما الاعمال
ہو جائیں اور اس سے مغلوب ہو جائیں۔

اب ہم آپ اپنی زندگیوں کو دیکھیں کہ ہماری
بالنیات "تمام اعمال کا دار و مدار نہیں پر ہے۔
اور دین سراسر وحی الہی اور حکمِ الہی پر منی ہے
دنیا یہ ہے کہ آدمی کوئی ایسا کام کرے جس کا
نفس کی تسلیکن لوگوں کے کہنے سننے یا جو کچھ انسان
سرچشمہ کوئی دنیاوی فائدہ اور نفس کے کسی جذبے کی
کو حاصل ہوتا ہے یا کسی چیز کو کرنے سے جو اس کا
تسلیکن ہو قرآن شریف میں آتا ہے "اقرائیت من
رعل ہوتا ہے اور اس پر جو فائدہ یا نقصان مرتب ہوتا
انجمنی دہن لودھر ٹھنی و اینٹر کا جنبہ
ہے اس پر اس کی نظر ہوتی ہے اور دین میں رضاءِ الہی
نے اپنا مجبود کس کو بنایا؟ اپنی خواہشِ نفسانی کو بنایا،
اور حکمِ الہی پر اس کی نظر ہوتی ہے اور طاعت کا جذبہ
اور اس کی بڑی اعلیٰ تشریع جس سے بڑھ کر کوئی تشریع
کام کرتا ہے، یہ ایک بہت مولیٰ کی بات ہے لیکن
نہیں ہو سکتی زبانِ بیوت نے فرمائی ہے، اس کی
پر جو کچھ گزر جائے، ملت پر جو کچھ گزر جائے ہم سب
بہت سے لوگوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ دین و دنیا کا
فرق کیا کر سکتے ہیں، اس زمین نے بڑا نقصان
پہنچایا ہے، کیا چیز ہے جو کسی چیز کو دنیا بناتی ہے
جن پر قرآن نازل ہوا اور جن کی زبان سے یہ چشم
اور کیا چیز ہے جو کسی چیز کو دین بناتی ہے، جسمانی
جاری ہوا اور ساری دنیا تک پہنچا وہ پیشِ توالہ ہی کا
حیثیت سے سب انسان ہیں سب حیوان ناطق ہیں،
جاری کیا ہوا تھا لیکن اس کا راستہ اور گز رگاہ جس سے
سب جسم ناہیں ہیں لیکن جو چیز انسان اور انسان میں
گزر کر دہم تک پہنچا ہے زبانِ بیوت اور قلبِ اطہر
ایسے پڑھ لیتے ہیں جیسے "وَلَا تَنْقِرُوا الصَّلَاةَ" تمازک قریب نہ جاؤ اجنبی
فرق کرتی ہے اور کسی کو مقامِ قطبیت، مقامِ ولایت
ہے۔ فرمایا: "لَا يَوْمَ أَحَدٌ كُمْ حَتَّى يَكُونُ هُوَهُ" وَلَا تَنْقِرُوا الصَّلَاةَ تمازک کے قریب نہ جاؤ اجنبی

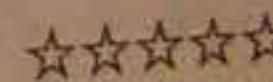
و دناغ میں سخنرخیں، اور اس عظیم المرحوم انسانی محبوبیت کے ساتھ اپنے تعلق و انتساب پر الشکرا شکرا کریں، اس طرح یہ دن رب العالمین کے سامنے اپنی عبدیت
اور بندگی کے اٹھار اور اس میں اپنی کامیابی پر خوشی منانے کا دن ہے۔

عیدِ الاضحی کے چند مخصوص ایام اس بات کے بجا طور پر مستحق ہیں کہ ایمان ان کی خوشی منائیں، اور یہ خوشی ان کے قائد و رہبر اور امام اکبر حضرت ابراہیم
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی عبدیت کے اٹھار اور رب العالمین کے حکم کے ساتھ سر تعلیم خرم کرنے کے امتحان میں کامیابی کی خوشی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان ایام
کو خوشی و مسرت کے لیام قرار دیا ہے، اور اس قربانی کی بیانیں اس کے مقامِ مکر مد جانے اور بعض ظاہری شکلوں میں اس عظیم و اعظم سے اپنے تعلق کے اٹھار کو مشوّرع
فرمایا ہے تیریت کی اصطلاح میں "ج" کرنا کہتے ہیں، اس فریضہ کی ادائیگی کی استطاعت رکھنے والا مومن بندہ اس عظیم تاریخی مقام کی طرف عاشقانہ اور والہانہ

انداز میں جاتا ہے اور اس کی زبان پر یہ مکملی والا ہوتی نغمہ ہوتا ہے۔
لیکن اللہم لیک، لاشریک لک لیک، ان الحمد والنعمة لك والملك، لا شريك لك" وہ بار بار اس کی تکرار کرتا ہے، اور تن روشنیں مقدس
مقامات پر گزارتا ہے، اور عیدِ الاضحی کے روز اور اس کے دروز بعد تک اکل و شرب اور پروردگاری عبادت میں مشغول رہتے ہوئے اپنی خوشی کا اٹھار کرتا ہے، اس سے
اے ایک طرح کی عجیب قلبی خوشی محسوس ہوتی ہے، یہ خوشی دوہری ہوتی ہے، جس میں پروردگاری رضا اور عیدِ کی خوشی دونوں شامل ہوتی ہیں کہ عبادت بھی ہو رہی ہے
اور خوشی کا اٹھار بھی ہو رہا ہے۔

اور پھر وہ اس بے مثال روحا نیت سے جو وہ بیت اللہ شریف سے لے کر آتا ہے، اپنے قلب و روح کی غذا کا سامان کرتا ہے، بیت اللہ شریف دنیا کے بے شمار
بت کروں کے درمیان سب سے پہلا خاذ خدا تھا، جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب واحد کی عبادت کے لیے تعمیر کیا، وہ لوگوں کے لیے باعثِ امن
و سلامتی اور ان کے لیے بادا مانی بنا، وہاں جانے والا اس گھر کے جلال و جمال دونوں سے شاد کام ہوتا ہے، یہ گھر اپنا دیدار کرنے والے کے قلب کو سکون و اطمینان
اور سرور آمیز نہاد و خوشی سے بھر دیتا ہے، اور جو لوگ دہاں تک جانے کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں وہ اس دن کو اس کے شوق اور اس قربانی کی یاد، اور حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو حاصل ہونے والی کامیابی کی خوشی میں گزارتے ہیں، اس طرح وہ قربانی کی یادگیری مانتے ہیں، اور جوان سے ہو سکتا ہے اس کی قربانی بھی پیش کرتے ہیں،
یعنی ماکول المحم حلال جانور کی قربانی، جس سے ضرورت مند فائدہ اٹھاتے ہیں، اور اس قربانی کی یاد سے لفظ اندوڑ ہوتے ہیں، اور دو گانہ شکرا کر کے اپنے رب کی
عبادات کرتے ہیں اور اپنے گھروں سے عیدِ گھروں کی طرف جاتے اور واپس آتے ان کی زبانوں پر کلمات تکبیر: "الله اکبر اللہ اکبر، لا اله الا الله، والله اکبر اللہ
اکبر، و لله الحمد" جاری و ساری رہتے ہیں، اسی قربانی کی مناسبت سے اس عید کا نام عیدِ الاضحی پڑا کیونکہ اس میں مسلمان اپنے پروردگار کے شکرا اور اس کے حکم کی
حیل میں قربانی پیش کرتا ہے، اور بیتِ حق میں حاضری دینے کے لیے تکبیر پڑھتا اور "لیکن اللہم لیک" کہتا ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اور اپنے
محبوب بیٹے کے ہاتھوں سے تعمیر کیا تھا، اور اسی کے قریب منی میں اپنے اسی جگہ وہ حضرت امام علی علیہ السلام کی محبت و تعلق کی عظیم قربانی پیش کی تھی، اللہ نے یہ قربانی
قولِ فرمائی، اور تا قیامت اسے ایک یادگار بنا دیا، اور اپنے نبی کو حکم دیا کہ لوگوں کو اس گھر تک آئے اور اس میں عبادت کرنے کی دعوت دیں، ارشادِ بانی ہے:
"وَإِذْنُ فِي النَّاسِ بِالسَّجْدَةِ يَأْتُوكُمْ رَحْمَةً، وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَتْحٍ عَيْنِي، لِتَشَهَّدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ، وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ
مُتَلْوِنَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقْنَاهُمْ مِنْ بِهِمْمَةِ الْأَنْعَامِ، فَلَكُلُّ أَمْبَاهَا وَلَكُلُّ عِمَّالٍ بَلِّيْسَ الْفَقِيرِ، لَمْ يَقْضُوا تَنَاهِمُهُمْ وَلَمْ يَوْفُوا نُذُورَهُمْ، وَلَيَطْوُقُوا بِالْيَقِينِ"۔
(الحج: ۲۷-۲۹)

یہ مسلمان اجتماعی خوشی و مسرت کی نفع میں انجام دیتے جاتے ہیں، اس طرح یہ بیت اللہ کام جس کرنے والے حاجی اور وطن میں مقیم بندہ موسیٰ دونوں کے
لیے ایک بے مثال اعلیٰ حسین کی عید ہوتی ہے، حاجی بیت اللہ شریف کا طوفان کرتا ہے صفا اور مریہ کی سی کرتا ہے، اور وطن میں رہنے والے قربانی دے کر اور دو گانہ ادا کر کے
اک کی یاد رکھتا ہے، مبارک ہو جیوں کو جو اور مسلمانوں کو عیدِ الاضحی۔



بھائی سندھ کا سفر خط را کے اور حج ہمارے ذمہ
ماند پر گئی ہیں، کساد بazarی میں ہم بتلا ہو گئے ہیں،
جیا خدا ترس لوگ اس طرح پڑھتے ہیں اور کہتے
کہ دکانوں کے دیواریں نکلنے لگے ہیں اور باغات ملک
میں صاحب القرآن شریف میں تو ہے نماز کے
دوالن گئے ہیں، فرضت ہی نہیں ہم کو تو ہم نے کہا
کہ محنت پر اثر ڈالتا ہے "ولاتلقوا بایدیکم
الی النھلکة" اور پھر اس کے بعد نماز کے اس سردی
میں شہر جائیں اور مختدے پانی سے وضو کریں یا اس
مختل چھٹی نہیں بلکہ تھوڑے دن کی چھٹی لے
ہیں کہ ان کو ہر خطہ کے کام سے بچایا گیا ہے، ان
گری میں چھٹی ملتی ہے، ملازم کو چھٹی ملتی ہے،
خراب کریں "ولاتلقوا بایدیکم الی النھلکة"
طالب علم کو چھٹی ملتی ہے، استاد کو چھٹی ملتی ہے، ہم بھی
وہ اپنی تجارت کے لیے کہتے ہیں "ولاتلقوا
چھٹی لے لیں بس یہ خیال آنا تھا کہ یہ آیت نازل
بایدیکم الی النھلکة" قرآن شریف میں ہے
اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو، کوئی کام ایسا نہ
تازل ہوئی، امرے کیا کرتے ہو اس وقت جب دین
کرو جان بوجو کر جس میں تمہیں نقصان پہنچ جائیں
اس آیت سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں بلکہ اس آیت
کا قضا باکل اس کے برخلاف ہے تم چھٹی کا نام لیتے ہو، یہ
چھٹی حج قاہل ہے، یہ چھٹی خود کی مراد ہے،
ایسا ہی ساختار فرمایا تھا وہ تمہیں نہیں جانتے یا آیت
تو ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی اس
بایدیکم الی النھلکة وَ أَخْسِنُوا إِلَّا اللَّهُ يُحِبُّ
کی تحریر تو ہم سے پوچھو، تم کیا جاؤ، قصہ یہ ہے کہ
جب اسلام میں میں آیا، مکروہ تھا، کوئی اس کا ساتھ
دینے والا نہ تھا تو ہم انصاریوں نے اس کا ساتھ دیا
اور اپنی جان دوال کے ساتھ دیا اور اپنے قاضوں
اب لوگوں نے فتوؤں تک میں لکھتا شروع
کہتے ہیں کہ دین کا تقاضا ہے، ہم یہ کہتے ہیں اپنے
اپنے علاقے کی خربججے اپنی اپنی جگہ کی مسجدوں کی
خرجیں، مدرسوں کی خربججے، اپنی اپنی جگہ کی دینی
علوم کی خربججے، مدرسے اور بداؤوں کی
لوٹ مار دیکھ کر بعض علماء نے فتویٰ دیدیا کہ حج
جان بھتی پر لے پھر تے تھے میدان جگ میں کہا
ہندوستانی مسلمانوں کے ذمہ سے ساقط ہے
جاءے دہاں، تخلیٰ کے میدان میں کہا جائے تو ہاں
اور مال خرق کرنے کو کہا جائے تو ہم آیت سے کہ "ولاتلقوا
بایدیکم الی النھلکة" جان بوجو کر ہلاکت میں
کھڑی ہے لیکن برستی نہیں کہ مسلمانوں میں تو یہ یہ
ہم نے پھر مزکرہ دیکھا کہ کیا ہو رہا ہے، ہمارے
کھیتوں اور ہمارے باغوں کا کیا حال ہے، ہماری
چیزوں کے مرکب ہو رہے ہیں، ان چیزوں کی
خرجیں، یہ دین کا اجتماعی تقاضا اگر آپ پر طاری نہ
جب ہم نے دیکھا کہ اب اللہ کے فضل سے
کے کہ انہوں نے اس کے خلاف مہم شروع کی
مسلمانوں کی تعداد خاصی ہو گئی ہے اور اب اسلام ایسا
گھرا ہوا اور میدان میں نہیں اور بے یار و دگار نہیں
اور عزیز ہوئے یا بیرونی خلافاء، ان کے سبقتے
تو خدا کے فضل و کرم سے بہت بہتر ہے اور بھی ملکوں
ہے اور دوسری طرف ہم نے دیکھا کہ ہمارے والوں
خیال ہی لوگوں کے دلوں سے نکل گیا، ورنہ
پر ہماری جانداروں پر بہت اڑپ گیا ہے، تجارتی
خدانخواستہ ہندوستان میں اس کی عادت پڑھائی کے
حکومتیں ہیں وہاں کی نہ حکومت پکھ کر سکتی ہے نہ

جامع ازہر جیسا ادارہ پکھ کر سکتا ہے جس کا اگر آپ
کیجھے، بھائی! قربانی دینا بھی کھیل ہے؟ یہی آپ
کو بجھت اور اس کی شان و شوکت معلوم ہوا اور اس کے
شیخ کے اختیارات اور ان کی تجوہ آپ کو معلوم
کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے؟ جس نے سر جھکانا نہ سکھا
ہوتا آپ حیران رہ جائیں، کیا کسی ملک کے
صدر جمہوریہ کی وہ شان ہو گی وہ تجوہ ہو گی، لیکن وہ
کچھ نہیں کر سکتے، اگر جنمی ذہن نہ ہوتا کوئی پکھ
ہماری ملت کو برسوں سے سبق دیا جا رہا ہے کہ
نہیں کر سکتا، کی کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے سب اپنے
سر کشادو، امرے بھائی ایسے کون نہیں کہتا، ہمارا جن
اپنے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ ہماری اولاد پڑھ
سے بہت خوش ہیں اور خدق پھاندنے کے لیے
جائے، جلدی سے کام سے لگ جائے اور جلدی سے
تیار ہیں، اور کوئی شخص ذرا ہاشمی دینی آج پر کر کے
بڑی آسامی اس کوں جائے اس کے علاوہ کسی چیز
تو وہ کچھ نہیں، کوئی سمجھائے کہ دیکھو بھائی اصلاح
ہیں کہ گھر بھی لٹایا اور سر بھی لٹایا اور اللہ کے فضل سے
ہیں کہ چھپ کی نہیں ہے، یہ بہت خطرناک ذہنیت
ہوئی چاہئے پھر کوئی تحریک اٹھ سکتی ہے، اس سے
کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے، یہ ذہنیت نے قوموں کے چراغ گل کر دیئے
مسلمانوں کو کوئی مناسبت نہیں ہے، مناسبت احتیل
ہے، اس ذہنیت نے قوموں کے چراغ گل کر دیئے
دنیا میں کچھ فائدہ نہ پایا لیکن ہر چیز کی ایک ترتیب
ہوتی ہے ایک طریقہ ہوتا ہے یہ تھوڑی کہ ابتدائی
کر رہ جائے کوئی بڑے سے بڑا مصلح اپنی پوری
کو جو کہے سب اس کے ساتھی ہیں اور سب اس کے
زندگی صرف کر دے کوئی اٹھنیں ہوتا، یہ ذہنیت
لول کا، امرے بھائی پڑھا کیا ہے، معلوم ہوا الف،
بھی شروع نہیں ہوئی ہے۔

چیلابننا توبیزا مشکل ہے گدو
بنادیجھنے

ایک صاحب کا قصہ ہے وہ کسی بزرگ کے
پاس گئے دیکھا کہ وہ خدموں بنے بیٹھے ہیں اور چاروں
وار مارکھاتے رہے، گالیاں سنتے رہے اور انگلی نہیں بلاںی
اور ملینی ہے بلکہ ذہن افرادی ہے، ذہن بالکل
خیلی ہے ایک گھر کی، کاروبار کی ترقی
اور کامیابی کے سوا کسی چیز سے دلچسپی نہیں، ساری
کوئی سے کوئی مطلب نہیں رہا، بس اپنا مقاومت دیکھنا،
کی بات سننے والا کوئی نہیں، یہ صحابہ کرام کا ہی ظرف
تھا کہ اپنے توارکے دھنی اور میدان جگ کے شہزاد
کہ کیا کوئی ہو گا لیکن تیرہ برس تک مکہ مظہرہ میں
وقت اس وجہ سے پیش آرہی ہے کہ ذہن اجتماعی
مارکھاتے رہے، گالیاں سنتے رہے اور انگلی نہیں بلاںی
اور ملینی ہے بلکہ ذہن افرادی ہے، ذہن بالکل
خیلی ہے ایک تو اس کی اصلاح ہونی چاہئے کہ ملت
کے مسائل اور دین کے قاضوں کا دردآپ اپنے دل
کی اجازت نہیں دی گئی، اور فرمایا گیا "کفوا
میں پیدا کریں، اگر نہیں ہے تو پھر بہت بڑا خطرہ
صاحب بیٹھے ہوئے یہیں کہا یہ گروہ یہ پوچھا اور یہ
ہے، نہ کوئی انجمن پکھ کر سکتی ہے نہ کوئی ادارہ پکھ
کون لوگ یہیں جو بالکل غلاموں کی طرح دوڑے
کر سکتا ہے اور نہ کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ مصنف، واعظ
دوڑے پھر ہے یہیں، کہا یہ پیٹے یہیں کہتے گئے چیلاب
اور مقرر پکھ کر سکتا ہے، خدا کرے آپ اپنی بات سے
کی بات سے بکھجی ہے اس بات پہلے احتیا ہے اور سر بعد
کو جھکتا ہے بلکہ جھکتا ہی نہیں اور وہاں سر جھکتا تھا
مسلمانوں کا حال ہے، سب زیان حال سے بھی
جنجاں نہیں ہے۔

جنبدلیت سے بدھیز اور حقیقت پسندی
تیری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ
ہمارا حال یہ ہے کہ بس قربانی کی بات پہلے
کے لیے تیار۔

نئے چینیز کے سامنے نئی حکمت عملی کی ضرورت

تحریر: مولانا سید محمد واضح رشید حسني ندوی

ترجمہ: محمد شفیق ندوی

میں آج اسلام کے مطالعہ کے موقع تباہ دیکھ رہیں اور دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کئے جا رہے ہیں، بلاشبہ صورت حال بڑی خوش آئند ہے، وعویٰ کوششوں اور سرگرمیوں کے تائیج و ثمرات بھی اچھے اور مفہیدہ آمد ہو رہے ہیں، اور زندگی کے مختلف شعبوں میں اس کے اثرات ظاہر ہو رہے ہیں، خصوصاً نائیں الیون واقعہ اور فناک میں اہانت آئیں کاروں کی اشاعت کے بعد سے اسلام کے مطالعکار مجاہد ہو رہے ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسلام کے خلاف اور خطرات چینیز سے دوچار ہے، اغیار اسلام ماضی میں مسلمانوں کی آزمائشیں اور مشکلات اور مسلمانوں کو جزو اکاہار پسند کرنے کے لیے ہر طرح دعوا قب محدود ہوا کرتے تھے، اسی کے ساتھ ساتھ طرف داخلی اختلاف و افتراق، خلفشار و انتشار، مسلمانوں میں انقلاب اور بیداری کے اسباب پیدا ہوئے، لیکن مسلمان آج جن حالات سے دوچار کوکھلا کر دیا ہے۔

مسلمان آج زندگی کے ہر میدان میں حالات سامراجی عہد سے مختلف ہیں جب کہ اس مشکلات و خطرات کے زخم میں ہیں، معاشرتی، سے قبل سارا عالم اسلام سارہنچ کے پیش میں تھا۔

یہ سازشی، تمدنی، سانی، سیاسی، اقتصادی اور عقیدہ کے ایک طرف صورت حال یہ ہے کہ تقویت لحاظ سے خطرات چینیز کا سامنا ہے، دنیا کے اسلام کی ایک لہر ہے اور اب ان علاقوں میں بھی تبندی یا خارکی خل میں جاری ہیں، طرق تماشا یا کر ہر ملک میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تک کیا اسلام اپنے وجود کو منوارہ ہے، جہاں ماضی میں مسلمانوں کے سامنے دفاع کے تمام دروازے بند کر دئے گئے ہیں، حتیٰ کہ اپنے کو بے گناہ بھی ثابت نہیں کر سکتے، مسلمانوں کو زبردست پروپیگنڈہ کا مسلمان ابتلاء و آزمائش کے دورے گز رہے ہیں، بات ہے، یورپ میں متعدد سرکاری اسکولوں میں مسلمانوں کو درپیش موجودہ صورت حال اور یہ اسلامی تعلیم اور اسلامی شریعت پر عمل کی اجازت دی مقابلہ نہیں کر سکتے، حالانکہ وہ حق پر ہیں، اور ان پر مذیعیا کے ذریعہ لگائے جانے والے تمام اڑامات ماضی میں بھی دنیا کے مختلف خطوں میں پارہ ہے فتن کے اسلامی آثار کا وجود نہیں تھا، غیر مسلم طبقوں میں وہ آشوب دورے گز رکھے ہیں، وہ اگر ایک خطہ قرآن کریم کی تقویت روزافزدی ہے، عالمی سطح کی میں آزمائشوں و خطرات سے گزر رہے ہوتے یونیورسٹیوں میں اسلامی مطالعہ کی کرسیاں تو دوسرے خطہ میں کری اقتدار پر فائز و متنکن (Chairs) قائم ہو رہی ہیں، ماضی کے مقابلہ

ڈاکٹر مفتی حسن ازہری کی وفات

۱۹۳۹ء میں مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۴۰ء کوئی پانچ بجے ڈاکٹر مفتی حسن ازہری کا انتقال ہو گیا، امام اللہ و اتابیل راجحون، وہ ستر برس کے تھے، عرصہ سے علیٰ تھے۔

مفتی حسن ازہری ۱۹۳۹ء میں حاجی محمد نیشن کے گھر ہبہ ابتو، ابتدائی تعلیم جامع عالیہ عربی میں حاصل کی، اس کے بعد جامعہ اسلامیہ فیض عام میں داخل ہوئے، پھر جامعہ ارشیہ دارالحدیث سے فراغت حاصل کی، ۱۹۴۱ء میں جامعہ ازہر مصر کے تعلیمی وظیفہ پر قابو گئے، ۱۹۴۲ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایجنسی کیا، حاصل کی، ۱۹۴۵ء میں ڈاکٹر مفتی حسن ازہری کی سند حاصل کی، ۱۹۴۶ء میں قابو ہے، داہی کے بعد جامعہ سلفیہ بخاری میں تدریس کی، ۱۹۴۷ء میں زمدادی انجام دینے لگے، اور ہاں سے نئے والا عربی رسالہ "صوت الامم" کی ادارت بھی کی، ۱۹۴۸ء میں صدر جمہوریہ ایوارڈ ملنا، عربی اور دوسرے زبانوں میں تقریباً ۳۲ کتابیں ترجمہ و تصنیف کیں۔

۱۹۴۸ء میں مفتی حسن ازہری مفتی حسن ندوی مظلوم نے مرحوم کے انتقال پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہ ڈاکٹر مفتی حسن ازہری متوازن شخصیت کے مالک تھے، وہ ایک عالم باعمل اور خالص علمی آدمی تھے، حضرت مولانا نے مزید کہا کہ وہ رابط ادب اسلامی کر رکن تھے، اور اس کے حلبوں میں شریک ہوتے تھے، انہیں مفتی حسن ازہری مفتی حسن اسید ابو الحسن علی ندوی سے بڑی انسیت اور لگاؤ تھا۔

معتمد تعلیم متروہ العلماء مولانا سید واضح رشید حسني ندوی نے بھی اپنے تاثر کا اظہار کرتے ہوئے کہ انہوں نے جامعہ سلفیہ بخاری سے اسلامی ادب کی بڑی خدمت کی، وہ ایک اچھے محقق اور سلیمانی حلقوں سے تعلق رکھتے تھے، مفتی وارا العلوم مولانا سید الرحمن عظیمی ندوی نے بھی مرحوم کے انتقال پر افسوس کا اظہار کیا، ان کی خدمات کو سراہا اور دعائے مغفرت کی۔

بہترین سرورق
دلكش طباعت
عدہ کاغذ
۱- تاریخ ندوۃ العلماء (اول)
از: مولانا ساحق جلیل ندوی
قیمت: Rs. 100/-
۲- تاریخ ندوۃ العلماء (دوم)
از: ڈاکٹر شمس تہریخ خان
قیمت: Rs. 120/-
۳- سیرت مولانا محمد یوسف
از: مولانا محمد ٹھانی حسني
قیمت: Rs. 200/-
۴- حیات عبد الباری
از: مولانا محمود حسن حسني ندوی
قیمت: Rs. 150/-
ناشر:
(ماغزیہ ندوۃ العلماء، از مولانا محمد حسني)
☆☆☆☆☆

مجلس صحافت و نشریات اسلام، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

تو اس سمت میں بظاہر ثبت دکھائی دینے والا اختیار کیا
کر رہے ہیں، عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں ان
مکالموں میں شباب پر ہیں جو جنگوں سے ٹھہرال
ہے کہ دشمن ہماری صفوں میں در آیا ہے، خارجی و دشمن

کوئی تدم ایک سراپ نہ بت ہو گا۔
خود روت اس بات کی ہے کہ مختلف تہذیبیوں
کا مقابلہ کرنا تو آسان ہے، لیکن اندر چھپے ہوئے
اوہ مدعاہب کے مانند والوں کے درمیان باہمی اعتماد
پر بیانیوں سے دوچار ہیں، بہت سے ممالک اپنے
دشمن کا مقابلہ کرنا دشوار ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ
ہیں جہاں پہلے چچ کا وجود نہیں تھا، اب وہاں
مسلمان اپنے پروپیوں کے لئے خطرہ ہیں، اس وجہ
اور مقاومت پیدا کرنے کے لیے کوششیں کی جائیں،
عیسائی عیادات گاہیں اور چچ قائم ہو چکے ہیں مثال
کے طور، غلبی ممالک، متحده عرب امارات، عراق،
حضرات اور میڈیا سے وابست افراد اچھا رسول ادا
کر سکتے ہیں، اس کے لئے تیری ویثیت اور منصفان
افغانستان اور موریتانیہ و ممالک ہیں جہاں پہلے
مسلمانوں کے تعلق سے یہ سلبی و نتیجی تصور
چھپ کا وجد نہیں تھا، لیکن اب جگہ جچ نظر آنے
میڈیا کی دین ہے، جس نے یہ پروپیگنڈہ کر رکھا ہے
ذہنیت کے حوال میڈیا کی ضرورت ہے، اس سلطے
گلے ہیں اور مسلمان مکالموں میں عیسائی آبادی کا
کہ "صرف اور صرف اسلام ہی دہشت گردی کا
تعاسی ہے" اور مسلمانوں کی ذمہ داری اور زیادہ بڑھ جاتی ہے
کیونکہ وہ مجرم گردانے جا رہے ہیں، چنانچہ مسلمانوں
ہیں، عالمی طاقتیں مسلم مکالموں میں غیر مسلم اقلیتوں کو
کوچاہے کہ وہ علم و فتن کے ذریعہ، میڈیا کے ذریعہ
زیادہ خطرناک ہے۔

موجودہ حالات کا مقابلہ اور اصلاح کے لیے
معنوں اور علیحدگی پر اکسار ہی ہیں، جیسا کہ انہوں نیشا
میں ہوا اور اب سبھی کھیل سوڈان میں جاری ہے،
تجھیہ، ثبت اور معموس اقدامات کی ضرورت ہے،
وانفردی طلاقاًتوں کے ذریعہ غلط فحبوں کو دور کریں،
عیسائی سالوں میں بعض طقوں کی طرف سے بدگمانی،
اور اسلامی تعلیمات کی صحیح تصویر پیش کریں، اسی کے
وقایت اور سرپرستی حاصل ہے، عیسائی مشنریوں کی
غلط فہمی، خوف و دہشت اور جگہ و شبہ کے ماحول کو ختم
کرنے کے لئے مین المذاہب مذاکرات کا دور
سرگرمیاں، بھی ایک بڑا خطرہ ہیں، اس کا مقابلہ صرف
دھوکہ کی کوششوں سے کیا جاسکتا ہے، اس
دھوکہ اسلامی کی کوششوں سے کیا جاسکتا ہے، اس
حالات کو ہریداہت بنا دے گا، ان کو اسلام کی صحیح
ساتھ ساتھ مخالفانہ و معاذنہ کارروائیوں پر دفعہ
کے اطمینان سے گزین کریں، اور انتہا اگریزی کا
جواب انتہا اگریزی سے نہ دیں کیونکہ یہ طریقہ
کو ہریداہت بنا دے گا، ان کو اسلام کی صحیح
کو ہریداہت بنا دے گا، اس کے لیے شور عالم کرنے کی ضرورت ہے اور
تصویر پیش کرنے کے لیے ایک ثابت کوکش ہے، لیکن
کا ازالہ بتایا گیا ہے، یہ ایک ثبت کوکش ہے، اس
جديدة وسائل اختیار کرتے ہوئے تعلیم و تربیت
کا ازالہ بتایا گیا ہے، اس کے لیے اور غلط فحبوں کے ازالہ کے لیے
علمی، فنی، شفافی اور اجتماعی کوششیں کرنی چاہئیں
اور مخالفانہ طقوں تک رسائی اور تضمیں کے لیے موافق
ضروری ہے۔

بلکہ موجودہ پر پاور کی تمام تر کارروائیوں کا ہدف
حلاش کرنے چاہیں۔

اج مسلمانوں کو ہر موقع پر مجرم گردانہ جارہا
اسلام اور مسلمان میں جب کہ دنیا کے مختلف خطاوں
موجودہ صورت حال میں اس بات کی
ہے، ان کو دہشت گرد، انتہا پسند تھیں اور ادارے
میں جو دہشت گرد، انتہا پسند، امن و دشمن
کہا جا رہا ہے، دنیا کے کسی بھی حصہ میں پیش آنے
چھپی ہوئے ہیں ان سے پر پاورنہ صرف یہ کہ صرف
نظر کرتا ہے بلکہ ان کی سرپرستی کرتا ہے، اسی طرح
والے دہشت گردی کے واقعہ کو آسانی کے ساتھ
فہم و فراست کا ثبوت دیتے ہوئے حالات کا جائزہ
مسلمانوں سے جوڑ دیا جاتا ہے، ذرا کچھ شائع
عالمی میڈیا اور ذرا کچھ نژاد شاعت مسلمانوں کے
لیں، اور سازشوں اور خطرات سے باخبر رہیں،
اور جیل بھر اور خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے حکمت
ذرا کچھ ایسی صورت حال پیدا کر دی گئی ہے کہ ہر جگہ
ذرا کچھ ایسی صورت حال پیدا کر دی گئی ہے، ملک و دشمن کہا جا رہا
ہے، اور ان پر دہشت گردی، وطن دشمنی اور قدامت
میں بھروسہ کیا جاتا ہے، لوگ اس سے خوف
کر رہے ہیں، اور مسلم دشمنی پر منی کیا میں اور معاشرین
مسلمان مشتبہ سمجھا جاتا ہے، لوگ اس سے خوف
و ذرمحسوں کرتے ہیں، لندن سے شائع ہونے والا
محلہ "اکنامسٹ" (The Economist) کا

کھاہقا کے امریکی انتظامیہ عالم اسلام پر اثر انداز
کے خلاف ہیں، اس لئے کہ مکمل خفا یا علمی
ہونے کے لیے کروڑوں ذرا کچھ کرتے ہیں۔
اسلام و دشمن عالمی طاقتیوں کے تباہ ہیں۔
ذرائع نژاد شاعت، تحقیقی اداروں اور سی رج
اصلاح پسند اور آزادانہ خیالات و افکار کے حامل مسلم
مکالموں کو سرمایہ فراہم کر رہی ہے جو موجودہ دوسریں
مفتکرین، محققین اور نام نہاد انسوران کر رہے ہیں،
کے اصحاب تعلیم سے ان موضوعات و مفہومیں
اور مسلمان کی تصویر سخن کے پیش کرتے ہیں، اس
پاٹی میں یہ فکری و شفافی یا خلار یا رہنمی مفتکرین
تھی جنگ کا نام "جزل ڈپلمی" رکھا گیا ہے۔ لہذا
و مستشرقین کرنے کے تھے جن کا دائرہ ارش معلوم و محدود
ادیاء اور فنکاروں کے ذریعہ شان رسالت میں
ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو اسلامی
گستاخی اور اسلام، اسلامی شعائر، اسلامی مقدرات
خطرناک ہے، آزادانہ خیالات کے حامل مسلم
اوہ مسلمانوں کی توبین کا سلسلہ جاری ہے، اور ایسے
مفتکرین بھولے بھالے، سیدھے سادے اور سادہ
لوگوں کو سایہ پناہ اور مالی مدد فراہم کی جا رہی ہے۔
بیرونی حملہ کے خلاف ہم چالائی جا رہی ہے،
ہے اور ان مدارس کو اہل خیر حضرات سے ملنے والی
بھی ایسے وقت میں باہمی اختلافات و انتشار کا شکار
ہے اور پہنچنی لگائی جا رہی ہے۔

اس مت اسلامی کے خلاف عالمی جانے پر
بھی دشمنوں کی سازش کا ایک حصہ ہے کہ مسلمانوں
کو ہر ہم لڑاکان کی طاقت و قوت منتشر اور کمزور
کر دی جائے اور وہ دشمنوں کی سازشوں اور
کمزوری پر اور مشرقتی پر اور دیمان جاری
ہے جو جنگ سے زیادہ خطرناک ہے، بلکہ سرو جنگ
سے بھی زیادہ خطرناک ہے جو سوہنے کے زمانہ
مکاریوں سے غافل و بے خبر ہیں، آج پاکستان،
میں مغربی پر اور مشرقی پر اور دیمان جاری
ہے جنگ طاقتیں ہر طرح کا تھاون بھی پہنچا رہی ہیں،
اور دوسرے اسلامی مکالموں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس
سے اسلام کو لئی خلی میں پیش کرنا چاہتی ہیں جو ان
کے تصور اور نظریہ کے مطابق ہو۔

تھی تحقیقات اور پورپوروں کے جائزہ سے معلوم
ہوتا ہے کہ دشمن اسلام نے اسلام اور مسلمانوں
اور بھکش میں الجھایا جا رہا ہے، مختلف گروپوں میں
سچھ تصادم کرایا جا رہا ہے، خود کش حلے کرنے
پر جملہ کرنے کے لیے تی پالی بھائی ہے یہ پالی
اوہ ملزیج، علم و فن، شعر و شاعری، طزو مراج،
لهاں، پھکلوں، بکاروں، بیاس، گھریلو ساز
قصان ہوتا ہے، غیر مسلم اکثری ممالک میں
مسلمان اور دیگر ترقیتی وسائل کے ذریعہ اسلام پر
ذرا کچھ ایسا بھائی کتابوں کے ذریعہ مسلمانوں
میں پر توجہ دیتے ہوئے کاموں ہیں مٹا، جن پر امت
زیادہ خطرناک اور جارحانہ ہے، ملک و دشمن کہا جا رہا
ہے، اور آزاری کی جا رہی ہے، چند سال پہلے
(اگسٹ ۲۰۰۵ء) "یو ایس نیوز ایجنس و دلٹر پورٹ"
میگرین نے "گلرڈز ہن اور ڈال" کے عنوان کے تحت
پرستی کا ایک ایسا بھائی جاتا ہے، دوسری طرف سامراج
عیسائی مشنری کے مختلف تعلیمی، شفافی اور رفاقتی
متعدوں مکالموں میں اپنا اثر و رسوخ پر بھائی کی کوشش
ادارے اور نٹ ورک (Net-work) کام

خواتین اسلام

ندوی

مذہب اور داعی مذہب کی

محبت اور عظمت
 پچھلے صفحات میں پڑھ آئے ہو کہ عورتوں نے کس فراغدی کے ساتھ اپنی جان و مال کو اسلام پر قربان کر دیا، عنوان بالا میں بھی وہی تصویر نظر آئے گی، لیکن رنگِ دُھنگ، تراش و خراش، لباس انداز نیا اور جدا گانہ ہو گا، دیکھو گے کہ جس مقام پر حضرت ام حبیبہؓ کے گھر چلے۔
 کردیا، چاہتے تھے کہ ان کا کوئی حامی ہو تو دربار رسالت میں حاضر ہوں کہ شاید ایک مسلمان کی سفارش کار برآری کے لئے تافع اور سودمند ہو، ہوتے ہو تے خیال آیا کہ خود میری بیٹیِ حرم رسول اللہ ﷺ میں داخل ہے، اگر میں اس کے پاس جاؤں تو شاید پدرانہ محبت جوش میں آئے اور یہ کام پورا ہو جائے، اس ارادہ سے وہ سے رحلت فرمائی، بلکہ میں اس لئے منظر بھول دھب اور کسی فانی چیز کا مقابلہ آگیا ہے تو انہوں نے

نہایت لاپرواںی کے ساتھ اس چیز کو ٹھکرایا، اور مذہب کے حکم کو اپنے سینوں سے لگایا، جب ان کے خاص اعزاء و اقرباء نے پیغمبر اسلام کا مقابلہ کرتا چاہا اور اس کے لئے اپنی نسبی رشتہوں اور قرابتوں کو شفیع لائے تو انہوں نے نہایت بے باکی سے اسے مسترد کر دیا، اور روحي فدا عليه السلام کی عزت و عظمت کے سبق حضور ﷺ نے تشریف لائیں، میں اپنے بیٹے کی مرمت کرنے کی روتے رو تے چکیاں بندھ جائیں، اس کی خاطر برقرار رکھنے میں ایرڑی چوٹی کا زور لگایا۔

ابوسفیان، ابو جہل کے بعد قوم قریش کے سردار و تواضع میں تن، مک، دھن، سب نہیں دے۔ مقرر ہوئے تھے، ان کی بیٹی رملہ یعنی حضرت ام جیبیہ ازدواج مطہرات میں داخل تھیں، حدیبیہ میں جو معاہدہ صلح، قریش اور مسلمانوں میں مرتب ہوا تھا، اہل مکہ نے اسے برقرار نہیں رکھا، خدا کا یہ نور، روز بروز بڑھتا جاتا ہے، اور مسلمانوں کی شان و شوکت میں روز بروز ترقی ہوتی تھی، ابوسفیان کو خوف ہوا کہ شاید مسلمان موقع پا کر یہ بھی طحون رکھو کہ ابوسفیان اس لشکر کے سردار ہیں جو رسالت پناہ میں کی جان کا خواہاں اور خون کا پیاسا تھا، وہ ان لوگوں میں تھے جن کی اذیت دی سے پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے ولیوں کو خیر باد کیا، بہر یہی اس کے حیات صالح اور اعمال حسن کا ثمرہ چاہئے کہ اپنی دامنی زندگی کو برپا کر دیا، مدد ہب کی محبت اور دین کی عظمت کا اس سے بڑھ کر اور کیا تمدن

حملہ نہ کر دیں، اس لئے دوبارہ عبد مصلحت تازہ کرنے بجائے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس بستر و اُن شوہر اور بیوی کے تعلقات کئے گپے ہوئے دیا، ابوسفیان کو یہ حرکت بہت ناگوار ہوئی، سب پوچھا وہ خود مدینہ منورہ آئے، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، غرض تو انہوں نے کہا کہ تم میرے باپ ضرور ہو لیکن انہوں ایک ایک کر کے تمام صحابہ سے ملے، لیکن ان کی حمایت

جِن کے ذریعے سے تم اپنا رعب رکھتے ہو، اللہ کے
دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر، اور ان کے علاوہ
دوسروں پر بھی، کہ تم انہیں نہیں جانتے، اللہ انہیں
جانتا ہے، اور جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں خرج
کرو گے، وہ تمہیں پورا پورا دیدے گا، اور تمہارے
لئے ذرا بھی کمی نہ ہوگی، اور وہ اگر صلح کی طرف جھکیں
 تو آپ بھی اس کی طرف جھک جائیں، اور اللہ پر
بھروسہ رکھیے، بے شک وہ خوب سننے والا ہے، خوب
جانتے والا ہے۔

شیعہ الغایب « (انفال: ۲۰) (اور انے جسے دیا ہے) کے لئے جس قدر بھی تم سے ہو سکے سامان کے لئے مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں ضروری ہے کہ ان ذرائع و وسائل نیز اس حکمت عملی سے واقفیت کر قرآن سے ادا کرو جو چرخ کھوڑوا سے

مہمان خانہ کے قدیم خادم عبد الجمیل اللہ کے حضور حاضر

مرحوم قب کے مریض تھے، ادھر کافی عرصہ سے تقریباً صاحب فراش تھے لیکن رجے مہمان خاتہ ہی میں تھے، ان کے لڑکے ان کی نگرانی میں کام کرتے تھے اور وہ بھی پچھو کرتے رجے تھے، دو دن قبل زیادہ طبیعت خراب ہوئی، پہلے گرین کراس اسپتال لا یا گیا، جہاں وہ اکثر زیر علاج رہتے تھے، لیکن مرض کی نزاکت کے پیش نظر ان یکل کان بھخل کر دیا گیا، پھر وہاں سے سحر زبردگ ہوم لائے گئے، حالت برابر تازک رہی اور سب کو فکر ہوئی، سحر میں وہ ۱۱:۳۰ میں تھے، صبح چار بجے آخری وقت آگیا، ہی دری میں جھاڑہ ندوہ آگیا، ذمہ دار ان اور اساتذہ ایک دوسرے سے تجزیت کرنے لگے، ادaran کے بیٹوں سے بھی تعزیت کی، پس ماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ماشاء اللہ کے اور ایک لڑکی ہیں، ایک ہفتہ قبل مرحوم کی پوتی بنت فریدی کی شادی تھی جس کی وجہ سے تمام اعزہ جو دور بھی تھے، ان سے ملاقات ہو گئی، انتقال کے وقت سب موجود تھے۔

مرحوم عبدالحمید عدوہ العلاماء سے بحیثیت ملازم ۱۹۵۵ء میں خلک ہوئے، انہوں نے سب سے پہلے کتب خانہ علامہ شبلی نعمانی سے اپنی خدمات کا آغاز کیا، ان خانہ خصل ہو گئے جہاں وہ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام (قائم شد ۱۹۵۹ء) کا کام بھی دیکھتے، جس کا آغاز ابتدائی دور میں مہمان خانہ کے ایک کرہ ہی سے ہوا، مولانا اسحاق جلیس ندوی اپنی طالب علمی کے ساتھ اس کو بھی دیکھتے تھے، اور مولانا نذر الرحمن ندوی معاون ہوتے تھے، پھر مجلس کی مستقل عمارت ہو گئی اور مجلس منتقل ہوا۔

مرحوم نے حضرت مولانا سید ابو احسن علی ندویؒ کی اخیر وقت تک خدمت کی اور ان کے مہمانوں کا پورا خیال رکھا، اسی کے ساتھ مولانا محب بن اللہ ندوی سابق نائب ناظم علماء اور موجودہ ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد راجح حسن ندوی مدظلہ کی مزاج شناسی کے ساتھ خدمت گزاری کی، ان حضرات کی راحت اور مہمانوں کی رعایت بساں رکھا، اور حسن برداشت کے ساتھ بھی قیام کیا۔ مرحوم کو کتب خانہ میں رہنے کی وجہ سے شعر و ادب کا ذوق پیدا ہو گیا تھا اور بکثرت اشعار یاد تھے، ان کا ایک خاص یہ تھا کہ مہمان جس وقت پہنچ جائیں کوئی الجھن نہیں ہوتی تھی، بلکہ واضح دخاطرداری میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے، وہ تحوزی دیر کے لیے بھی مہمان خانہ سے جدا ہوئے، اور اس وقت جدا ہوئے جب اللہ نے ان کو واپس بلا لیا، جھینہر و سختن دار الحلوم میں اور تدفین ذاںی سنج قبرستان میں ہوئی، جہاں ندوہ کے کئی اساتذہ، طلبہ کنان مدفون ہیں۔ تماز جتازہ بعد تماز تلمذہ ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد راجح حسن ندوی مدظلہ العالی نے پڑھائی اور قبرستان بھی تشریف لے گئے، تدفین میں مہتمم ندوۃ العلماء مولانا سید الرحمن عظی ندوی، مسیم تعلیم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد واسیح رشید حسن ندوی، ناظر عام ندوۃ العلماء مولانا سید حمزہ حسن ندوی کے علاوہ زو، طلبہ کارکنان اور دل تھق کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ اللہ مرحوم کی مقفرت فرمائے، اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، اور پسمندگان کو صبر جیل عطا فرمائے۔ آمين۔

اسلامی اخوت و محبت اور روداداری

محمد قیصر حسین عدوی

انہوں نے اپنے دین کے دفائی میں آپ سے مباحثہ کرنا چاہا تو آپ نے ان کی باتیں سنیں اور نہایت نرمی و مہربانی اور ادب و اخلاق کے ساتھ ان کے جوابات دیئے، آپ نے مقتوس سے ہدیہ میں ایک یادی بھی قبول فرمایا جن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے، جو چند میینے ہی میں وفات پا گئے، ان کے عق میں مسلمانوں کو وصیت بھی کی، "است صوا بالقطط

اسلام نام ہے شفقت و محبت کا، الگت والنصاف، اخوت و مساوات، ہمدردی و خیرخواہی کا حیرا فان لكم فیهم نسبا و صہرا" (قطبیوں و مودت کا، ہمدردی و خیرخواہی کا، انسان دوستی پیغام، جنین و سکون اور امن و امان کا مرشدہ ملا، کیا تھے خیرخواہی کا معاملہ کرو کیونکہ ان سے تمہارا خرگناک کا، النصف روری و عدل گتری کا، شتر بانوں اور خانہ بدوشوں کی کامالیت ہو گئی تھوڑے نبی رشتے سے)

فراخدلی اور رواداری کا، یہ ساری خصوصیات اس ہی عرصہ میں شریان سے جہاں بان بن گئے، قیصر و کسری کے تاج پیروں نے روند دیئے، زمین کا رواداری اور خیر خواہی پر عمل پیدا ہے چنانچہ خلیفہ ٹانی کا داعی ہی نہیں رہا سے بلکہ ہر دور میں مسلم جغرافیہ بدل دیا، دنیا کی تاریخ بدل دی۔

حکمرانوں نے انہیں عملابرت کر دکھایا ہے اور انہیں اسلام کے ہر دور اور ہر عہد میں انسانی ہوئے تو مسیحیوں کی اس شرط کو قبول کرتے ہیں کہ اس کی وجہ سے دوستوں میں ہی نہیں دشمنوں میں بھی، ہمدردی، فراغدی، اور رواداری کے دو چار نہیں، بلکہ میں کوئی یہودی نہیں رہے گا، بیت المقدس کے اپنوں ہی میں نہیں غیروں میں بھی یہ نذهب پھیلتا بے شمار واقعات سے تاریخ دیرت کے صفحات بڑے گرجا میں عصر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے آپ اور انہیں اپنا بنا تا چلا گیا، لیکن دشمنان اسلام خاص کر بھرے پڑے ہیں مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ صرف اس اندیشہ سے اس میں نماز نہیں پڑھتے کہ یہود و نصاری کو روز ازل ہی سے اسلام اور مسلمانوں دل کے کچھا بل کتاب پڑھوی تھے آپ ان کے ساتھ ان کے بعد مسلمان اس میں نماز پڑھتے اور اسے مسجد بنانے کا مطلباً کر دیں گے

سے سخت دسی رہی ہے، لعصب اور جس وحدتے
ان کی ننگا ہوں پر ایسا دیپزیر پر دہ ڈال رکھا ہے جس کی
 وجہ سے اسلام کی ساری خوبیاں انہیں عیوب کی شکل
میں نظر آتی ہیں اسی لیے وہ کبھی اسلام کو بنیاد پرست
اور دنخوا ترقی کے میدان میں پچھرا ہوا تو کبھی
دہشت گردی و حشمت و بربرتیت اور جہاد و قتال کے
نام سے موسوم کرتے ہیں حالانکہ اسلام اور مسلمانوں
کے شہر کا بخوبی کا لفظ ہے اور اس کا لفظ میں ختم ہے

لے رون و تابناں مائی کا ان اسر اپردار یوں سے اور دروسیں مدد کیں۔ یہ اسی طرز سے ایک مرتبہ نجران کے نصاری کا ایک وفد آیا دور کا بھی کوئی واسطہ اور تعلق نہیں، بلکہ اسلام ہی کے آنے سے اس وقت کی ظلم و زیادتی جبر و تشدد، وحشت تو آپ نے ان کو بھی مسجد نبوی میں شہرایا، اور انہیں وبربریت اور سفا کیت کا خاتمہ ہوا، عدل و انصاف کا اپنی نماز قائم کرنے کی اجازت دی، لہذا مسلمان دور دورہ ہوا، ظلم و بربریت کی چکی میں پستی، بلکہ اور اللہ کے رسول مسجد نبوی کے ایک حصہ میں نماز ادا سکتی، کراہتی اور فریاد رس انسانیت کو عدل کرتے تھے اور دوسرے حصہ میں وہ، اور جب

دُنیوں کی لائیں جب ان کے سامنے لا لی گئیں
تو اسلامی تعلیم کے مطابق ”اَنَا اللّٰهُ وَاَنَا الْمَرْجُونُ“
پڑھ کر کہا کہ ان میں سے ایک تو گوشہ نشیں تھا اسے
جگ سے کوئی تعلق نہ تھا، دوسرے نے مسلمانوں کے
 مقابلہ میں تکوار اٹھائی اور مارا گیا، اس لیے مجھے پہلے
کی بہت دوسرے کی موت کا زیادہ غم ہے، کیونکہ
خوف ہے کہ اس کا انجام بخیر نہیں ہوا، ام کلثوم بنت
کل اپنے قبیعین کی تسلی و تخفی کے لئے فرمایا ہے، لیکن
ہمیں اس کی کوئی حاجت نہ تھی، اس لئے کہ ہمارا
عقیدہ ہے کہ خدا نے برتر و توانا نے ہمارے لئے جو
اِحکام مقرر فرمائے ہیں اگر اس کے مقدس رسول کے
محاصرہ کیا تو مناسب طریقہ سے حل کرنے کی
صورت اس کی بھروسی نے بتائی، اور اسی کی امداد سے
وو ظالائف کی تعین میں انہوں نے ہماری وسعت اور
وقت ہوا، آج ہمارے ملک میں کس قدر عورتیں اپنے
زوج سے بہتراء ازہ کر لیا۔

ذہب کی حقیقت سے واقف ہوتی ہیں؟ اور وہ اس طاقت ہے، جس سے بڑا میراث ملے سے اپنے والدین و پروروں کی ملکیت میں بھی اپنے نامہ ملے۔

ایسا طرح ایک اور موقع پر چند عورتیں بیعت کے لیے حاضر ہوئیں، ایک عورت کے ہاتھ میں سونے کے لئے تھے، حضور ﷺ اس سے کچھ کہیدہ خاطر ہوئے، اس نے فوراً مجھ سے باہر آ کر ہاتھوں سے لئے نکال کر پھینک دیے، اور پھر شرف بیعت حاصل کیا (سونے کا استعمال عورتوں کے لیے جائز ہے لیکن آنحضرت ﷺ کی کبیدگی کا باعث یہ ہوا کہ شروع بیعت میں یہ بھی تھا کہ عورتیں تمام مال، اپنی دولت، راہ خدا میں بے دریغ صرف کر دیں گی) ایک ذخیرہ ہے، انہیں اس کا علم تھا کہ خدا نے ہمارے لئے جو قانون مرتب کیا ہے وہ ہماری بڑھ گیا تو آپ ﷺ کچھ دنوں کے لیے طائف مصلحت کے موافق اور وسعت سے باہر نہ ہو گا۔

پناچہ امید بنت رفیعہ نے جب حضور ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا ہے تو احکام اور ان امور کی تعلیم کے بعد، جن پر بیعت لی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: "فَمَا أَسْتَطَعْتُنَا وَأَطْقَنْنَا" ان تمام احکام میں وسعت اور طاقت شرط ہے، امید نے فوراً عرغ مجعون ہے (نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ) اسے پھر وہ کرن لگتیں اور جس کو خلاف شریعت کام کرتے دیکھتیں کیا؟ "اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بَنَانَا" (نَسَائِي: بَابُ اُولَى الْأَذْكُونَ) اسی حالت میں رفیقہ نامی اسے تازیانہ سے تنبیہ کرتیں۔

ایک کورت نے اپنے مکانی سہمنداری فی، اور خدا کے مقدس زمرة (اسلام) میں داخل ہوئی۔ کی ہے، کیا مبارک تھا وہ زمانہ جب بہادر اور شیر دار اسی نوعیت کا ایک اور حیرت افزایاقعہ دیکھو عورتیں معاملات حق میں برسر راہ امیر المؤمنین کو توکر اور غور کرو کہ جن لطیف کو مذہب کے جامِ محبت نے دیتیں اور وہ سرتلیم ختم کر دیتے، اور کیے مقدس تھے کیسا سرشار بنادیا تھا، آنحضرت ﷺ کی (سو تیلی ایام جب کہ ہماری ماں میں، بہنیں "امر بالمعروف و کفر بالموبعد" حضرت لتب کے دو بیٹے یومِ حرہ میں مارے ونهی عن المنکر" کافر یعنی انجام دیتیں تحریر گئے، حرہ کی لڑائی خود آپس کے مسلمانوں میں ہوتی عجباً لفتون الدهر و ریب الزمان! تھی، جس میں کثرت سے صحابہ شہید ہوئے تھے، ان

سب کے مابین نہب و ملت کا اتنا بڑا فرق و نہب میں نظیر نہیں ملتی ہے اس کا اعتراف خود مغرب کے منصف مزاج مورخین نے بھی کیا ہے۔ ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے، یہاں کی بھی ان واخلاف ہے، یہ وسعت، فراخدلی، رواداری اور مفت و محبت خلفاء و امراء اور عام علمی حلقوں تک تھی محدود نہیں تھی بلکہ خاندانوں اور گھروں تک میں پائی جاتی تھی لہذا ایک ہی گھر کے چار بھائی ایسے ہوتے تھے جن میں ایک سنی دوسری شیعی تیسرا خارجی اور چوتھا و اکرام تک محدود نہیں تھا بلکہ انہوں نے ان کو بڑی بڑی ذمہ داریاں سونپ دی تھیں اور انہیں حکومت کے اہم و بربریت کا خاتمه کر دیا، مسلمان دوسری قوموں کے بر عکس نہایت عی رحمی، ہمدردی، خیرخواہی و خیرگاتی محبت، افت و مودت اور مکمل اعتماد واتفاق کے ساتھ رہتے تھے۔

اسلامی تعلیمات سے متعلق اپنی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات نے دنیا میں عادلاتہ اور شریفاتہ معاملہ کی بنیاد دی، اور اس نے لوگوں کے دلوں میں اخوت و مساوات، ہمدردی و خیرخواہی اور کرم و سخاوت کی روح پھونک دی اور اس نے ایک الکی انسانی جماعت کو برپا کیا جو دنیا کی سابقہ دوسری کے دین جیسا کی دین کو دیکھا۔

عبداموی میں عام تہوار اور عیدوں میں کوئی فرق و امتیاز نہیں تھا، نصاری سرکوں پر عام جشن مناتے تھے جلوس نکالتے تھے، ان پر کوئی پابندی نہیں تھی (ما خوذ من رواج حضارت، ص: ۹۰ تا ۸۲)۔

حیرت و تجھب کی بات تو یہ ہے کہ یہ ہمدردی، انسانی اتحاد واتفاق، افت و محبت خوشی خیرخواہی، آپسی اتحاد واتفاق، افت و مودت اور مکمل اعتماد واتفاق کے ساتھ رہتے تھے۔

دعاۓ مغفرت

اکبر آباد (آگرہ) کے چالیس سالہ شہر مفتی مولانا
مفتی عبد القدوں رومنی مختصری علالت کے بعد
۵ رشووال ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۲۰۰۹ء پر روز
جمع صبح ساڑھے نوبیع کے قریب تو اسی سال کی
عمر میں رحلت فرمائی گئی، اسی روز پر بعد عصر آپ
کے صاحبزادہ مفتی مجد القدوں خبیب نے
نماز جتازہ پڑھائی تو آگرہ شہر کے قدیم
قبرستان شان چخ کوئیاں میں آسودہ خاک
ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ
پسندگان میں مفتی مجد القدوں خبیب صاحب
کے علاوہ ایک صاحبزادہ سحر القدوں صہب
صاحب اور حارص اسحاقزادیاں ہیں۔

سب کے مابین مذہب و ملت کا اتنا بڑا فرق و مذہب میں نظیر نہیں ملتی ہے اس کا اعتراف خود اختلاف ہے، یہ وسعت، فراغدی، رواداری اور مغرب کے منصف مزاج مورخین نے بھی کیا ہے۔

الفت و محبت خلفاء و امراء اور عام علمی حلقوں تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ خاندانوں اور گھروں تک میں پائی چنانچہ مشہور امریکی مؤرخ ”در پر“ کہتے ہیں کہ اموی و عباسی خلفاء کے زمانہ میں مسلمانوں کا جاتی تھی لہذا ایک ہی گھر کے چار بھائی ایسے ہوتے تھے جن میں ایک سے دوسرا شیعی تیرا خارجی اور چوتھا واکرام تک محدود نہیں تھا بلکہ انہوں نے ان کو بڑی بڑی معززی ہوتا تھا، لیکن سب آپس میں پوری بشفقت، ذمہ داریاں سونپ دی تھیں اور انہیں حکومت کے اہم مناصب اور مقام پر پہنچا دیا تھا۔

محبت، الفت و مودت اور مکمل اعتماد واتفاق کے موجودہ دور کے مشہور و معروف مؤرخ ”لوئے“ ساتھ رہتے تھے۔

عبداموی میں عام تہوار اور عیدوں میں کوئی فرق و امتیاز نہیں تھا، نصاری سرکوں پر عام جشن مناتے تھے جلوس نکالتے تھے، ان پر کوئی پابندی نہیں تھی (ما خوذ من رواج حضارتنا، ص: ۹۰ تا ۸۳) حیرت و تعجب کی بات تو یہ ہے کہ یہ ہمدردی، خیرخواہی، آپسی اتحاد و اتفاق، الفت و محبت خوشی و مسرت کا مظاہرہ صلیبی جنگوں کے موقع پر بھی جاری رہا، جب کہ مغرب اسلامی ملکوں پر سخت ترین حملے کر رہا تھا۔

مشہور و معروف سیاح ابن جبیر اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ سب سے زیادہ حیرت و تعجب کی بات یہ تھی کہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں فتنہ کی آگ بہڑک رہی تھی، دونوں فوجوں میں گھسان کی جنگ جاری تھی دونوں ایک دوسرے سے بر سر پیکار تھے، لیکن ان کے مابین آپسی ہمدردی، خیرخواہی، فراخدلی، الفت و محبت اور روابداری میں کوئی فرق نہیں آتا تھا، مصری قافلے دمشق آتے جاتے تھے اور مسلمان عیسائیوں کو ان کے ملکوں میں نیکس ادا کرتے تھے اور عیسائی تجارت مسلمانوں کو ان کے ملکوں میں نیکس ادا کرتے تھے اور سارے لوگ امن امان اور سکون و اطمینان سے زندگی گزار رہے تھے۔

اس اسلامی ہمدردی، خیرخواہی، فراخدلی اور روابداری کی عہد ماضی میں کسی دوسرے دین اور بحر متوسط کے جزیروں کی غزوہات کی تاریخ میں لکھتے

و خیرخواہی کی صفات سے بھر پور اور محصور ہے۔

سرماں کے سالیں عہد رشید کی اسلامی شہنشاہیت کی تعریف میں کہتے ہیں کہ عیسائی، وحی (بت پرست) یہود اور مسلمان یکساں طور پر بلا کسی تمیز و تفریق کے حکومت کی خدمت کرتے تھے۔

”لبی برو تسلی“ اپنی کتاب ”دو سویں صدی کا اسلامی ایجن“ میں کہتے ہیں حقوق کے خشی و کاتب زیادہ تر یہودی اور نصرانی تھے اور حکومت کے بڑے بڑے مقام و منصب پر بھی فائز تھے، حکومت کے انتظامی اور جنگی امور میں بھی بھی تصرف کرتے تھے، اور بعض یہودی یورپ کے مغربی ممالک کی سفارت میں خلیفہ کی نیابت بھی کرتے تھے۔

”رنو“ عربوں کے فرانس سوئزر لینڈ اٹلی اور بحر متوسط کے جزیروں کی غزوہات کی تاریخ میں لکھتے

اسلام ہی کیوں؟

پادری جان میری دو شماں کے قبول اسلام کا واقعہ

ترجمہ: جنید الرحمن

حیرہ نمیز کون

کوششوں کے باوجود ان کا صفائی نہیں کر سکے تھے
وسری جانب یہ بات بڑی خوش آئند اور امید افزای
ہے کہ ہماری جانباز مشریان ان کو نصرانی بنانے کی
جان توڑ کوش کرنی چیز ہے اپنی زندگی اور مال
و مداعب سب کچھ قبان کرنے کے لیے تیار ہیں۔

یہ متصب مسلمان اپنے دین کی اشاعت کے

لیے ہر وقت لڑنے مرنے کو تیار رہتے ہیں وہ اپنی

نمازوں سے پہلے پاکی حاصل کرتے ہیں پھر معتمد

سارتوں (فرانس) کے کیتوںکل حلقت میں جان

میری دو شماں ایک جانا بیجا ہام میں اس کا تھا،

اس سے نہ انہیں کوئی نفرت تھی نہ وہ اسے حرارت کی

میں کردار اور سماں طبق کی فلاج و بہدوں کے لیے ان

لہاں سے دیکھتے تھے، گیارہ سال کی عمر میں پہلی مرتبہ

کی جودوجہد اور رفاقتی خدمات کا تذکرہ زبان

زد خاص و عام ہے، افریقہ کے پریشان حال افراد

پہنچنے والے، لکھر کا عنوان تھا "کیتوںکل

اور شالی افریقہ کے مہاجر مزدوروں کی خدمت نے

زمب بی وہ تھا حقیقی نصرانی نہیں ہے جس کے

ان کے اندر نہ ہی زندگی کی اصلاح کی فکر اور رتب

ذریعہ انسانیت کی بحاجت ممکن ہے، دوران درس معلمہ

پیدا کر دیا جس کے لیے تھا اپنے ایک معلمہ

نے اپنی رائے کی تقدیر کے لیے دیگر مذاہب کا بھی

مظاہر کیا، چند مسلمانوں کے غورہ مکار اور اسلام

و نصرانیت کے قابلی مطالعہ کے بعد انہوں نے اسلام

حوالہ اور طبلہ کو تھا کہ دیگر مذاہب کے ماننے والے

یعنی پوئیش اور تھوڑے کس وغیرہ ملب کے سب

غلط دین پر ہونے کے باوجود اس قدر پہلی مشفقت

جنہیں ہیں اور بحاجت کی حقیقی صرف اور صرف رومن

یکتوںکل اور طبلہ کے سامنے نصرانیت کے

اسکی ایسی قربانیاں دیتے ہیں کہ عیسائیوں کی بڑی

تفصیل کے ساتھ جملی نہیں کہتے ہیں کہ سختی

علوہ و دیگر دیگر کی اس باب میان

کے خلاصہ حسب ذیل ہے:

اور ان پر حکم کر تھی کہ تھے ہے کہا کہ:

جان میری ۱۹۵۴ء میں ایک نہیں، جیسا کی

جان میں بیدا ہوئے، دس سال کی چھوٹی عمری

کرڈا، ہندو بے چارے بے ماہی و جنی دست

ہو گیا اور وہ یہ سوچنے لگا کہ جب وہ پادری بن جائے

او بالکل چال اور ان پڑھ ہوتے ہیں اور ڈراؤن

میں وہ بہت سے پختہ علی اور بانی عیسائیوں سے

کا تو مسلمانوں کے پاس جائے گا اور ان سے مل

زیادہ نصرانیت سے واقع تھے تھا جب ان کے

صورتوں والے مختلف دیوتاؤں اور بتوں کو پوچھے

زدیک دستور زندگی اور ایمان کے مجموعہ کا نام تھا،

یہ اور محمدیوں (مسلمانوں) کا تو پوچھنا ہی کیا کیا

الوح کو شکر کرے گا، بچپن ہی سے وہ عیسائی مبلغین

فنا فتنی سے فطری دلچسپیوں کے باوجود ان

کی تحریروں کا پابندی سے مطالعہ کرتا ہا اور رسولہ سال

کا یہ ایمان تھا کہ کیسا کے باہر کوئی جگان کے لیے

شیطان ان کے سر پر ہر وقت سوار رہتا ہے انہوں

کی عمر میں اس نے اسلامی ممالک میں کام کرنے

لئے مساجد کو بے دردی کے ساتھ بے دریغ قتل کیا

کے ارادہ سے عیسائی مشزی میں شمولیت کی

درخواست دی جو بُنیتی سے سخت کی خرابی کی وجہ

کرنے کے لیے کچھ ہال دے دیئے گئے اس سلسلے سے مانور نہ ہو گی۔

میں سال کی عمر میں جان میری پادری کے دارالسلطنت جیس کے دورہ پروان ہونے کا فصلہ کیا میں اعتراضات، رکاوتوں اور ناکامیوں کا سامنا

منصب تک پہنچنے کے لیے کاہنوں (پادری سے کم وہاں انہوں نے اس مسجد کی زیارت کی جہاں چنانچہ توقع کے میں مطابق انہیں بھی ان تمام

مرتبہ کے عیسائی عالم) کے زمرہ میں داخل ہو گئے دارالسلطنت کے مسلمان ہائیکو اور معاشر نماز ادا کرنے حالات کا سامنا کرنا پڑا تھا کہ بہت سی اسلامی

اور پورے انہاک کے ساتھ دیگر مذاہب بالخصوص کے لیے جمع ہوتے تھے ان کا رہبر اس مسجد کی ریاستوں، ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں نے ان کی

اسلام کا تعارف کرانے والی کتابوں کا مطالعہ کرنے خصوصیات بیان کر رہا تھا اور وہ اپنی الگ دنیا خدمات کو تک اور بدگانی کی تھا وے دیکھا تھا انہوں نے

گھر، ہر چند کہ یہ کتابیں مخفی انداز میں لکھی ہوئی تھیں اور ان کے پائے ثبات میں لرزش آئی اور

اور ان میں جابجا طرح طرح کی غلط فہیسم اور غلط بیانیاں ہوئی تھیں اس کے اعتقاد میں پہنچ کریں اور واقع ہوئی بلکہ وہ

جان میری کے ذہن میں اس کا تاثر بڑا اچھا تھا اور خود کے بیانیاں ہوئی تھیں لیکن اس کے باوجود ان کے مطالعہ کے

کے بعد اس کے متعلق ان کا تاثر بڑا اچھا تھا اور خود کے بیانیاں ہوئی تھیں اس کے اعتقاد میں پہنچ کریں اور اس کی خدمت کرتے ہے۔

ایسا مرحلہ میں آکر وہ یہ سوچ پر مجبوہ ہو گئے اور رحمت کے مغلب مصلی اللہ علیہ وسلم ایک بچے

ان کی نظر میں محمدی اللہ علیہ وسلم ایک بچے اور رحمت کے مغلب مصلی اللہ علیہ وسلم ایک بچے

اور خدا ترس انسان تھے اور مسلمان ان کے نزدیک کاری کے انجام کے متعلق ان کا ہم اس میں افسوس کے

تمام اہم سوالوں کے جوابات مل گئے جو ایک ٹھنڈے قابل احرام اور اپنے عقائد پر مضمون ایمان

اپنے کردار اور افعال میں ہے، اسلام کا داں بے انسان کے ذہن میں پیدا ہو گئے ہیں۔

اور یقین کے اعتبار سے واقعی قابل قدر اور قابل داعی اور شفاف ہے اس کے نزدیک دوسری بھی وہ

وہ جس دیکھی علاقہ میں رہتے تھے وہاں تعریف تھے وہ اسلام کو ایک مسجدہ اور سلسلہ ہوائیہ بہ

مسلمان بالکل نہیں تھے جن سے مل کروہ اپنے ذہن بہت سے ایسے اہل مراکش اور فرمائیوں کو جانتے

بھجتے تھے اور ان کا یہ اعتقاد تھا کہ اسلام اگرچہ کامل

میں پیدا ہونے والے سوالات واشکالات کو نہ کرے

حقیقت سے محروم ہے لیکن اس کے دامن میں کچھ اسکی چیزیں ضرور ہیں جو اس کے باوجودہ سال

کی قیمتی چیزیں ضرور ہیں جو اس کے ماننے والوں میں رہتے ہوئے بھی حضرت انگریز طور پر اپنے مضمون

کو نجات دلائی ہیں، اس زمانہ میں لوگوں کا عام

کوئی نجات دلائی ہیں، اس زمانہ میں لوگوں کا عام

تین سال بعد شدید مرض کی وجہ سے وہ شرمن خل

پاکداں اور باعفت تھے۔

ہر چند کہ ان کے راست میں مشکلات کے باوجود بھی کلسا کی روح اور اس کے پیغام کا ایک

کرنے کے لیے ان کا انتخاب عمل میں آیا، ان اور پریشانیاں آئیں اور انہیں سخت تحدید اور مخالفت کا حصہ ہیں۔

۱۹۳۲ء میں جان میری کی دریہ نہ تنا پوری سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے تو سمجھ بناتے کی خان

مزدوروں میں مسلمان اور افریقی مزدور بھی تھے وہ

لی تھی سو اس کو بنا کر ہی دم لیا، ۱۹۴۰ء جو ۱۹۴۷ء میں

ہوئی اور انہیں پادری کا منصب مل گیا۔

جب ان سے ملتے تو بے کس مہاجر بھج کر ان سے

حفلتکوں نہیں کرتے، بلکہ ان سے اسلام کی باشیں

دس سال کی ناکام کوشش کے بعد ایک روز

جان میری کو ایک گرجا میں فراضی زبان میں لکھا ہوا

کرتے اور انہیں قرآنی آیات پر اعتماد کرنے کا

تو انہوں نے وہاں جا کر پادری صاحب سے

مشورہ دیتے، مسلمانوں کے پاس عبادات کے لیے ملاقات کی اور بہت جلد ان سے قرآنی تعلیم پیدا کر لیا

اور فاتحہ کا ایک نسخہ ملا، انہوں نے اسے حفظ کر لیا

کوئی جگہ نہیں تھی، انہوں نے مرکزی کلیسا سے اس

اور اپنی عبادات کے بعد پابندی سے روزانہ اس سلسلے میں مدد کی درخواست کی اور اس طرح

کسی اسلامی ملک میں تعلیم کے مشن پر جانے مسلمانوں کو چند مہینوں بعد مسجد کے طور پر استعمال

گئے، اسی طرح ان کی تیسری رہہ مسجد تعلیمی جماعت کے

اک وقت تک میون (مسلمان) کی اصطلاح

افسوں کے ہمارے پاکباز و مفترم عیسائی جاہدین ساری

درخواست دی جو بُنیتی سے سخت کی خرابی کی وجہ

سب نجات نہیں ہو گئی۔

کے ارادہ سے عیسائی مشزی میں شمولیت کی

درخواست دی جو بُنیتی سے سخت کی خرابی کی وجہ

اور تہذیبیں ہر دو میں اس کے مقابل رہیں لیکن ساری مخالف کوششوں کے باوجود لوگ تیزی سے اسلام میں داخل ہوتے رہے اور اس کے لیے انہیں ظلم اور اشددا اور شہادت کا سامنا کرنا پڑا تو اس کو جی بخوبی ملے اور داشت کیا، اسلام میں داخل ہونے والے ان یا ہم جیالوں کا تعلق مختلف بلکہ بسا واقعات متصادم باوجود مختلف قوموں میں پھوپختا ہے اور اسلام کے جماعتوں، گروہوں اور تہذیبوں سے ہوتا تھا، قبول اسلام کا یہ سلسلہ چودہ صدیوں سے بدستور جاری ہے۔ اس سبب میں آپ کے صحابہ قرآن مجید کو اپنے سینوں میں حفظ کر لیتے ہیں پھر بعد میں اسے لکھا جاتا ہے اور قرآن کا ابدی و سرمدی پیغام زبانوں کے اختلاف کے باوجود مختلف قوموں میں پھوپختا ہے اور اسلام کے جماعتوں، گروہوں اور تہذیبوں سے ہوتا تھا، قبول اسلام کا یہ سلسلہ چودہ صدیوں سے بدستور جاری ہے۔ اس سبب میں آپ تک ایک عظیم الشان دینی سلطنت وجود میں آتی ہے، پھر یہ سلطنت ہزار مخالفوں کے باوجود سالہا سال پوری آب دہن و دماغ میں اپنے مذہب اور عقائد کے متعلق بہت سے اشکالات اور سوالات پیدا کر دیئے اس طرح وہ بڑی خاموشی اور صبر کے ساتھ ایک تھے جس کے اصل ذمہ دار ایک نہیں سربراہ (پوپ) ہو جس کے ماتحت علماء کی پوری ایک جماعت کام کرتی ہو، تمام تر داخلی اختلافات جو دین کی بنیاد پر نہیں بلکہ ذاتی اور شخصی نوعیت کے تھے اور یہم صلیبی یورشیس بھی اس کی جزوں کو نہ ہلاکتیں، نہ سامراجی طاقتیں کے سامنے اس نے گھٹنے بیکے حتیٰ کہ خطرناک مشتری تحریک بھی اس کے عزم واستقلال کے سامنے ڈھیر ہو گئی اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کا سیل روایا بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اور چار دا انگ عالم میں اس کا ڈنکانج رہا ہے، اگر اسلام کو اللہ کی حمایت اور نصرت حاصل نہ ہوئی تو کیا وہ ایسے نامساعد حالات میں اور اتنے طاقتور دشمنوں کے سامنے اس بے نظری ثبات قدی کا مظاہرہ کر پاتا اور کیا ترقی کی رائیں اس کے سامنے اس آسانی سے کھل سکتی تھیں اور ترقی تو بڑی چیز ہے خود اس کا اپنا وجود بھی محفوظ رہتا یا نہیں؟ اسلام آج تک ایسا ہی صاف دشغال ہے جیسا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عهد مبارک میں تھا عقائد اور عبادات میں نہ کوئی تبدیلی ہوئی نہ میں تھا عقائد اور عبادات میں نہ کوئی تبدیلی ہوئی نہ کوئی تحریف حالانکہ مختلف انسانی اور سیاسی طاقتیں و خطر ایمان کی طرف بلائے جا رہا ہے حتیٰ کہ ایمان کی حفاظت اور پشت پناہی کے لیے اسے ایک حکومت

نظر آتی ہے، یہ مسئلہ مرکزی کلیسا کے لیے خاص تشویشاً کہ اس لیے کہ وہ نہ صورت حال سے نہنے پر قادر ہے نہ اس پر پردہ ڈالنے کی کوئی سہیل ہے۔ کلیسا والے اپنے مذہب اور عقائد کے منزل من اللہ ہونے کی دلیل کے طور پر اس بات کو پیش کرتے ہیں کہ یہ تائید غیبی ہی تو ہے کہ ان کا مذہب اس قدر تیزی سے پھیلا اور صدیاں گزر جانے کے باوجود آج تک زندہ ہے لیکن جب ہم اس مسئلہ پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ایسا بعض طبعی اسباب کی بنا پر ہوا، اول یہ کہ اس مذہب نے لاطینی اور یونانی زبان کا استعمال کیا جو پوری رومی سلطنت میں بولی اور کبھی جاتی تھی اس کے نتیجہ میں اس کو بڑا فروع ملا اور زبانوں کی کثرت اور اختلاف کا مسئلہ اس کی راہ میں حائل نہیں ہوا بالخصوص امپارے قسطنطین (۳۲۸-۳۸۲) کے زمانہ میں جب عیسائیت کو سرکاری مذہب کی حیثیت حاصل ہو گئی تو اس کے لیے ترقی کی ساری راہیں کھل گئیں اور فطری طور پر رومی امپارے کے زیر اثر جتنی قویں تھیں سب نے فوراً اس نے دین کو قبول کر لیا جس کو عالم پناہ شاہ روم کی حمایت حاصل تھی، اس لیے کہ قویں قیصر کو خدائی صفات کا حامل مانتی تھیں اور اس کی ہربات ماننے کی عادی تھیں، اس کے برخلاف جب ہم اسلام کے فروع کے مسئلہ پر غور کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ ایک تھا شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایک نئے دین کی دعوت دیتا ہے کتنی کے چند بے حال اور تھی مایہ افراد اس دعوت کو قبول کرتے ہیں طاقتور اور بائش لوگوں کے استہزا اور مخالفت کا سامنا ہے اور وہ اللہ کا بندہ بے خوف و خطر ایمان کی طرف بلائے جا رہا ہے حتیٰ کہ ایمان کی حفاظت اور پشت پناہی کے لیے اسے ایک حکومت

عبد الجید سابق قادر جان میری دوستان کی وفات ۱۹۸۸ء مراکش کے دارالبيضاء میں ہوئی جہاں عرصہ سے ان کا قیام تھا اور مصافت شہر میں سیدنا حضرت عثمانؓ کے مزار شریف میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ رحمۃ اللہ رحمۃ ولامة۔ (بحوالہ جلد الرابطہ، مکہ مح مدہ، شمارہ نمبر ۵۱۸، مگز و ۲۰۰۰ء)

جس مسیح کی جانب منسوب ہے یہ صحیح پوچھ تاریخ
کے اندر مسیح کے نام سے مشہور ہیں) ہیں یا اور کوئی؟
ان کے جوابات تلاش کرنے کے لیے انا جل
اور عیسائیت کی دیگر مذہبی کتابوں کا بھی گہرائی سے
آخراً کاروہ اپنے مطالعہ اور غور و فکر کے ذریعہ اس نتیجہ
مطالعہ کیا اور وہ اس نتیجہ پر یہو نتیجہ کہ اسلام بعینہ ان
پر یہو نتیجہ کہ لہرانی معتقدات کی تکمیل میں انسانی
کا پہلا موقع تھا۔

۶ ربیوی ۱۹۷۴ء میں انہوں نے تبلیغ
میں مسیح دے چکے ہیں لیکن اسلام اور عیسائیت کے
درمیان توحید باری تعالیٰ، تخلیق آدم، بعث
بعد الموت اور انسانیت کا انجام جیسے بنیادی مسائل
پر مشقت اور تکلیف وہ لیکن اس میں انہیں ایک
فائدہ یہ ہوا کہ وہاں کے مسلمانوں کے صحیح حالات ان
کے علم میں آگئے اور ان کو قریب سے دیکھ کر انہیں
سمجھنے کا موقع ملا، وہ اس بات سے بہت متاثر ہوئے
کہ پاکستان اور فرانس میں ہر جگہ مسلمانوں نے یہ
جانتے ہوئے بھی کہ وہ ایک کیتوںک پادری ہیں ان
کا زیر دست استقبال کیا، اور ان کو مسلسل تین مرتبہ
عوام سے خطاب کرنے کا موقع بھی دیا، وہ ان مختلف
مسلمانوں کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئے،
جنہوں نے کبھی ان پر اسلام قبول کرنے کے لیے
دعا و نیکیں ڈالا، اس سے یہ ہوا کہ مسلمانوں کے متعلق
تعصب اور عدم رواداری کا جو ایک غلط خیال پوری
مغربی دنیا میں عام تھا اس کے متعلق اب ان کی اپنی
ذائقے تھی جو سنی تائی باتوں کے بجائے
مشاذات اور تجربات پر قائم تھی، وہ ان سوالوں میں
اسلام کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے گہرائی سے اس کا
سے قریب ہوا جا سکتا ہے؟ وہ کمی سوالوں تک اپنے
ذہن میں پیدا ہونے والے ان پریشان کن سوالوں
کے مطابق اسے اپنے ملک معمولی بات تھی کہ وہ کسی
اویسیہ کنٹکو کر سکیں۔

۶ ستمبر ۱۹۷۴ء کے آغاز سے ان کا اسلامی طریقہ
کے جوابات تلاش کرنے کے لیے ان مسائل کا
مطالعہ اور ان پر غور و فکر کرتے رہے، بالآخر وہ اس
رہا، شراب اور خنزیر کے گوشت کو انہوں نے بالکل
اوہ، ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں کے فاضل علماء آزاد ادا
پھیل دیا، روزے پابندی سے رکھنے لگے اس کے
باوجود بھی وہ اب تک لہرانیت کے پابند تھے، سوال کیا کرتے کہ یہ موجودہ انجیل کے نئے جلوگوں
عیسائی دنیا میں ناقابل تردید حقائق سمجھا جاتا
مسلمان چونکہ عیسائیت کے متعلق ان سے طرح
کے پاس ہیں یہ کیا ہیں؟ اگر یہ حضرت عیسیٰ کا کلام
طرح کے سوالات کرتے تھے اس لیے انہوں نے ہیں تو پھر انجیل کے شارحین کا کلام کونسا ہے؟ انجیل
بعض امور سے ایک قسم کی غفلت اور دست بردا

امریکہ میں تعلیمی انحصار

ادارہ

کرنے ہے ہیں، وہاں ترقی یافتہ میشناں کے مقابلے میں کانچ گرجویشن کی شرح مختصر چلی جاتی ہے،

تازہ تازہ بحران کے اثرات بد کے بغیر بھی ان کے ریکٹ میں زوال کے امکانات کے بہت سے

اسباب ہیں، جن پر محدود مالی وسائل سے بھی قابو

نہیں پایا جاسکتا، اپنے کمزور سوچ میشنا نیٹ اور طباء

کی محدود امداد کی وجہ سے ہبھاں کے طلباء دوسرے ملکوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں مثلاً فرانس میں طباء امریکے کے اعداد و شمار بیرون کے مطابق اس کی جس کا نتیجہ ہے کہ تیکس وہنگان کی دولت ہے

مقصد میدانوں میں ضائع کی جاتی ہے جس سے اقتصادیات بری طرح جاتی ویرادی سے دوچار ادا کرے ہیں لیکن مالی دیاود کی وجہ سے امریکی نوجوانوں سے ہیں، ہر ہمیں بڑی مقدار میں ملازمتوں اور روزگار سرکاری مصادر کا عظیم ترین میدان شعبہ تعلیم مخت

اسکولوں میں شہر نے کی امید نہیں کی جا سکتی ان کے سے محروم ہونے کی خبری آرہی ہیں، تیوارک نائم سائل سے دوچار ہو رہا ہے۔

اب تک تعلیم کو نظر انداز کرنے کے نتائج میں پاول گرنسن نے (بحوالہ سعودی گزٹ

تعلیم ان میدانوں میں سے ایک ہے جس پر ادا کر کرہے کہ گزشتہ میں میں دو لاکھ بندوقیں اپنے پوزیشن کو زوال سے دوچار ہوتے

بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ تعطیل و تفریج ۳۷ ہزار افراد روزگار سے محروم ہوئے، ان میں دکھارے ہیں لیکن حالات انتہائی خراب ہو چکے اور منحصر و مہلت کے وقت بھی اس کو فراموش نہیں

کیا جاسکتا، مارکیٹ، کساد بazarی اور تباہی سے سے وابستہ تھے۔ اس طرح گزشتہ ۵ ماہ کے دوران جارہا ہے اس کے اڑات بھی بہت محل کر سائے

شعبد تعلیم سے نکالے گئے افراد کی تعداد ایک لاکھ آرہے ہیں، واقعہ میں پھر بھی بچوں کو تعلیم سے روشناس

کرنا ضروری ہے، انہیں اس سے محروم کرنے کا کوئی ۳۳ ہزار نکل سمجھنی گئی ہے، اگر کوئی امریکہ کی دوچار ہو رہی ہے، تعلیم کے اس زوال کے ساتھ

اتصادیات کی کامیابی کی وجہ ایک لفظ میں بتانا چاہے ساتھ امریکہ کی اعلیٰ معیاری یونیورسٹیوں کے

تو وہ لفظ "تعلیم" ہی ہو گا کہ ۱۹ اویں صدی میں امریکہ انحصار کے خطرات بھی بڑھتے جا رہے ہیں اگرچہ

یونیورسٹی پسک ایجوکیشن میں ساری دنیا کی رہنمائی ابھی اس مسلسل میں میدیا ایجادیات میں روپوٹیں اس

کردہ مقام کے بعد ۲۰ اویں صدی میں درسے پکنے پر نہیں آرہی ہیں لیکن حقائق بہر حال اہل علم

ملکوں اور قوموں نے "ہائی اسکول اخلاق" کی راہ و نظر کے سامنے ہیں کہ حالات پہلے جیسے نہیں رہ گئے

اختیاری تھی، جس نے ترقی کی تجھی سے نوع انسانی پیش، بہت سے لوگوں کے داغوں میں ابھی بھی

کو روشناس کر دیا تھا اور دوسری بھگ تعلیم کے امریکہ کی کانچ ایجوکیشن کی سرزی میں والی ایجی برقرار

بعد کے درسون میں امریکے نے اعلیٰ تعلیم میں پیشے پیانے پر علم کی دولت

کماٹنگ پوزیشن اختیار کر لی تھی، لیکن یہ اس وقت سے ہمکار کیا تھا، وہ ایجی و حیرے دھیرے تحقیقت

کی بات ہے، امریکی تعلیم کی ترقی اصل میں پسک

پر اصرار کیا اور زور دیا کہ سب کو بر ابر و یکسان

ایجوکیشن کے فروغ سے جی ٹین گز شو ۲۰۰۰ سال کے

دوسرے ملکوں کے نوجوانوں کی نسبت کم تعداد میں

دوران امریکہ کا سیاسی مختار مبدل ہو چکا ہے اور کم معیار کے ساتھ کا جوں سے فراقت حاصل

سوال و جواب

فقہ و فتاویٰ

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

اکبر و اللہ الحمد، کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرتے گے۔ (رواہ کارہ ۵۸۵)

سوال: اگر کوئی شخص نہ دوں کی طرف سے قربانی کرے تو اس کا گوشت خود کھا سکتا ہے یا نہیں؟ یا غرباً و مساکین ہی میں تھیں کہ نہ ضروری ہے؟

جواب: اگر مردہ و میت کر کے مراد کرے میں سے قربانی کرنا تو ایسے قربانی کے گوشت خود

سوال: قربانی کا خون ابھی زمین پر نہیں گرتا، اس سے پہلے وہ

جواب: قربانی درحقیقت حضرت ابراہیم علیہ اللہ تعالیٰ کے یہاں پہنچ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے

اوہنے مالداروں کو دے سکتے ہیں، ہاں اگر خود حنفی

و قبیلہ ہوں تو کھانے میں کوئی حرج نہیں، البتہ اگر مردہ

خاص خصوصیت اور ملت ابراہیم کی فضیلت کے سلسلے میں

کتب احادیث میں موجود ہیں۔ (دیکھنے

بلکہ قربانی نام ہے روح اور دل کو خدا کی راہ میں

کھا سکتے ہیں اور اپنی صوابیدی سے دوسروں کو بھی

سوال: جس کے پاس و سمعت ہواں کے باوجود دے سکتے ہیں۔ (رواہ کارہ ۲۲۶، کتاب لا ضریح)

وہ قربانی نہ کرے تو کیا صرف اسے ثواب نہیں ملے گا

سوال: عید الاضحی کی نماز سے پہلے کچھ کھانا کیا ہے؟

جواب: مسنون یہ ہے کہ عید الغدر کی نماز کے لیے

خون اور گوشت نہیں پہنچتا، اس کے پاس صرف

صرف اس کے ثواب اور فضیلت ہی سے محروم نہیں

تمہارا تقویٰ یہ پہنچتا ہے) یہ آئتِ بتائی ہے کہ قربانی

ہو گا بلکہ گناہ بھی ہو گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

کا حکم دراصل دل کی قربانی چاہتا ہے، بچ ہے کہ تعلیم

ورضا اور صبر و شکر کے امتحان کے بغیر دنیا اور آخرت

ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے، مطلب یہ ہے کہ

شخص بارگاہ خداوندی میں حاضری کے لائق نہیں

حتیٰ یطعم و يوم الأضحى حنی یصلی۔

سوال: قربانی کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: قربانی کی فضیلتیں کثرت سے احادیث

ہے۔ (مکملہ باب فی لا ضریح ۱/۱۲۷)

سوال: قربانی کی فضیلتیں کثرت سے احادیث

میں آئی ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کی

نماز کے لیے کچھ کھا کر تشریف لے جاتے تھے

راہ میں قربانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس جانور کے ایک

ایک بال کے بدله قربانی کرنے والے کے ایک ایک

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت امام علیؑ

کو اللہ کے حکم کے مطابق قربانی کے لیے لایا تو اللہ

تھے۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

قراءی عالمگیری میں ہے: بغیر عید کے دن نماز سے

پہلے کھانے میں کسی تمہری کوئی کراہت نہیں، لیکن نماز

نے فرمایا کہ قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ

جب یہ فدیہ لے کر آئے تو اس ذرے سے کہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو بھی روکنے

کوئی بھی عمل اللہ کو محظوظ نہیں، قربانی کا یہ عمل قیامت

کے دن سیکنوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ سامنے

آئے گا یعنی اس کے ہر عضو کا بدله لے گا، سینگ،

بال اور کمر کا بھی، اور جب تم قربانی کرتے ہو

اکبر، حضرت امام علیؑ نے سمجھا کہ فدیہ آگیا "اللہ

کی صافت ہے۔ (قراءی عذریہ ۱/۷۴)

☆☆☆☆☆

بیوی پر شوہر کے حقوق

فالر فیصل ندوی

گانہ حقوق کا ذکر جیل بھی بہت بلخ انداز میں کیا ہے
نیز احادیث مبارکہ میں بھی بیویوں پر ان کے
شوہروں کے حقوق کا ذکر خیر زیادہ واضح انداز میں
مذکور ہے، کتاب و سنت سے متفاہ شوہر کے چند اہم
حقوق درج ذیل ہیں:

طور پر محبت و مودت کا معاملہ کرے اور شوہر کو خوش کے ساتھ، مکمل طور پر کرے، احادیث مبارکہ میں بھی خود اپنی عفت و عصمت کی حفاظت مرادی رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے، چنانچہ سورہ شوہر کی اطاعت و فرماں برداری کا ذکر کثرت سے ہے، قرآن مجید کی دوسری آیات اور احادیث مبارکہ نساء (آیت ۳۳) میں قرآن مجید میں پہلی صفت موجود ہے ایک بھی حدیث شریف میں ہے کہ آپ میں بھی کے اس فریضہ کی تفصیل موجود ہے چنانچہ ”صالحات“ (نیک و شریف) بیان ہوئی ہے اور سورہ قرآن مجید نے سورہ نور (آیت ۳۱) اور سورہ نور (آیت ۲۶) میں مسلمان بیوی کی صفت فرمایا کہ وہ عورت جب شوہر کوئی حکم دے تو وہ شوہر کی ”طیبیات“ (پاک کباز و پار ساء) بیان ہوئی ہے اور ان اطاعت کرے، (ذیہق و مخلوۃ) اسی طرح ایک اور پاک باز و پاک دامن بیویوں کے لیے مغفرت رباني، رضوان اللہی کا وعدہ کیا گیا ہے، اسی طرح حدیث شریف میں مطیع و فرماں بردار بیوی کی حیثیت بیان ہوئی ہے کہ ”جو عورت اپنے شوہر کی مطیع و تابع در احادیث مبارکہ میں بھی نیک و صالح بیویوں کی تعریف، ان کی عظمت اور ان کے دنبوی و آخری کامیابی کا ذکر موجود ہے، چنانچہ ایک بھی حدیث میں استغفار کرتے ہیں“ (معارف القرآن ۲/ ۳۹۹ بحوالہ بحر محیط) نیز ایک دوسری حدیث شریف میں اطاعت شعار بیوی کی آخری کامرانی کا ذکر کرائیا گیا ہے کہ ”اور جب بیوی اپنے شوہر کی طرح دارد ہوا ہے کہ“ اس کے نتیجے میں ہے کہ ”جس کو اللہ تعالیٰ نے نیک عورت سے نواز دیا، گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے نصف دین میں اس کی مدد فرمادی“۔ (کنز العمال ۱۱۶/ ۶) دوسری حدیث شریف میں ہے کہ ”تم عورتوں میں سے نیک عورتیں، نیک مردوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی“۔ (کنز العمال ۱۷۱/ ۱۶۱) میں شوہر کے ساتھ خیر و خواہی کرے“ (ابن ماجہ و مخلوۃ) جیسے الوداع کے مشہور ترین خطبہ نبوی دخل ہوں گی“۔

بیوی پر شوہر کا یہ بھی حق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سربستہ کی امانت و حافظت میں اور خود اپنی عفت کا گھر میں آتا پسند نہ ہو، وہ ان کو گھر کے اندر نہ آنے اطاعت اور اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ و پاکدا منی کی حفاظت و صیانت میں اپنے شوہر کی دیں” (سلم) اور ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ پوری خیرخواہی کرے، ان امور میں کسی قسم کی کوتاہی ”سب سے بہترین بیوی وہ ہے جو پاکدا من اور علیہ وسلم کی فرمائی برداری کے بعد بیوی اپنے شوہر کی تابعداری کرے، کیوں کہ شوہر ”اولوالامر“ میں مجت کرنے والی ہو، یعنی اپنی عزت و ناموگی بڑی نہ کرے بلکہ پوری دیانت و امانت کے ساتھ مذکورہ شاہیت کرنے والی ہو اور اپنے شوہر سے عایت درجہ بالا امور کو انجام دینے کی سی و کوشش کرے اور اس سلسلہ میں برابر اللہ تعالیٰ سے توفیق ارزانی کی دعا مجتب و مودت کرنے والی ہو“ (کنز/۱۶۰۷/۱)

ایک طرح بیوی اپنے شوہر کے راز و نیاز کی ایں و حافظت ہوتی ہے چنانچہ قرآن مجید نے سورہ مسلمان بیوی کی تیسری صفت ”حافظات للغیب“ بقرہ (آیت/۱۸۷) میں بڑے لیغ و مکثر انداز بیان ہوئی ہے چنانچہ بیوی پر شوہر کا یہ حق عائد ہوتا ہے کہ اس کی بیوی، گھر کے معاملات اور خارجی امور میں ”غیب“ سے حضرات مفسرین نے شوہر کی عزت میں میاں بیوی میں سے ہر ایک کو رازداری اور ایک دوسرے کی کیوں، وہ بیوں، اور خرا بیوں کو دوسرے میں اپنے شوہر کی اطاعت شریعت کے حدود و قیود

کو گھر یلو معاملات میں حاصل و سربراہ سلیم رے، چنانچہ سورہ بقرہ (آیت ۲۲۸) اور سورہ نساء (آیت ۳۲) میں اللہ تعالیٰ نے شوہر کو بیوی کا حاکم و سربراہ بتایا ہے اور بیوی کو اپنے شوہر کا مطیع و ماتحت اور شوہر کے گھر کا محافظ و امین قرار دیا ہے، احادیث مبارکہ میں بھی شوہر کی عظمت، فویت اور حاکیت کو پورے طور پر واضح کیا گیا ہے، ایک حدیث شریف میں آپ نے فرمایا ہے کہ بیوی پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے۔ (متدرک حاکم، ترغیب ۳۲/۳) نیز دوسری احادیث مبارکہ میں نہایت ہی بلغہ دموثر انداز میں بیوی پر اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا حق ان کے شوہر کا قرار دے کر آپ نے فرمایا کہ ”اگر میں کسی کو کسی مخلوق کے لیے سجدہ کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو (اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ان کے عظیم ترین حق کی بناء پر) سجدہ کیا کرے۔“ (ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ) ایک حق یہ ہے کہ بیوی اپنی آخرت سنوارنے کے لیے تمام نیک اعمال (نماز، روزہ اور حلاوت وغیرہ) کو پابندی کے ساتھ بجالائے، ہر قسم کے معاصی و منکرات سے دور رہے، اس کے ساتھ ساتھ آپسی تعلقات میں خوش دلائی رویہ اپنائے، شوہر کی تکلیف برداشت کرے، اور ان کی خلائقی ہرگز مول نہ لے بلکہ نیک و صالح شوہر کے ساتھ یورے حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لیکن سورہ نساء کی مذکورہ آیت (۳۲) میں اور اس برتری کی یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے شوہروں کو ان کی بیویوں پر (یک گونہ) فضیلت دی ہے، نیز اللہ تعالیٰ ہی نے شوہروں کو ان کی بیویوں کے مہروں ان نفقہ کا ذمہ دار بنایا ہے، شوہروں کی اس خداداد فضیلت میں خود بیویوں ہی کا بھلا ہے اس فطری برتری میں کسی بھی طرح بیویوں کا کوئی بھی نقصان نہیں ہے اور نہ ہی اس میں بیویوں کی ذرہ برابر اہانت و تذلیل ہے، بلکہ اس معمولی فضیلت میں بیویوں کی عزت و احترام اور ان کی عفت و عصمت کی حفاظت و مصیانت مضر و پوشریدہ ہے چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحب نے اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ فرمایا ہے کہ ”خلاصہ یہ ہے کہ ان دونوں وجہوں کے ذریعہ بتایا گیا ہے کہ مردوں کی حاکیت سے نہ عورتوں کا کوئی درجہ کم ہوتا ہے اور نہ ان کی اس میں کوئی منفعت ہے بلکہ اس کا فائدہ بھی عورتوں ہی کی طرف گائد ہوتا ہے۔“ (معارف القرآن ۲/۳۹۸) قرآن مجید نے اس آیت کریمہ میں شوہر کی وہی فضیلت اور اس کے دو سبب بیان کرنے کے مقابلہ میں شوہر کو ایک درجہ فوقیت اور فضیلت حاصل ہے۔ چنانچہ سورہ بقرہ (آیت ۲۲۸) میں اس حکیمانہ اشارہ کیا ہے اور ان پر عائد جامع ترین سے ارشاد الہی ہے کہ ”مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس سب سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو وسرے پر (قدرتی) فضیلت دی ہے اور اس سب سے بھی کہ ان مردوں نے (عورتوں پر) اپنے مال خرچ کئے ہیں پس نیک بیویاں (اپنے شوہروں کی) فرمانبردار ہوتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی غیب کی حفاظت کرنے والی ہیں۔“

حقوق العباد میں ایک اہم ترین حق ”میاں و میاں“ کا بھی ہے، اسلام میں دونوں (میاں بیوی) کے حقوق حلیم شدہ ہیں، قرآن و حدیث میں بہت سی تفصیل کے ساتھ ان کے حقوق بیان ہوئے ہیں، گرچہ دونوں کا میدان عمل الگ الگ ہے لیکن دونوں کے حقوق یکساں اور مساوی ہیں، البتہ شوہر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہوئی خاص صلاحیت ولیاًت اور بال بچوں کے نان نفقہ وغیرہ کے سلسلے میں ان کی عظیم ترین ذمہ داریوں کی بنا پر، بیوی کے مقابلہ میں شوہر کو ایک درجہ فوقیت اور فضیلت حاصل ہے۔ چنانچہ سورہ بقرہ (آیت ۲۲۸) میں اس

کتب خانہ مکیوی سہار پور کے چند رسائل

مشہد الحنفی

نے اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کو توڑ کھا ہے تو کس منہ سے اس مالک سے تمہارے لیے دعا کروں آج عام طور پر بھی ہورہا ہے کہ لوگ کہاں ہوں کے بہب احتلاء و آزمائش میں پڑتے ہیں تو بزرگوں سے دعا کرنے پہنچ جاتے ہیں، ان کی فتحتوں پر عمل کریں اس کی توفیق نہیں ہوتی پھر خوب کہاں سے آئے۔

محبت کے اشادے

صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب پر

میں گناہوں سے توبہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بے کار کو بڑے موثر واقعات پیش کر کے ہے ملنوں کو عمل کا شوق دلایا ہے اور دکھایا ہے کہ بہت سے ایسے لوگ بیان فرمائی ہیں حضرت کے خلوص کی برکت ہے جس کی تحریر کردہ رسالہ ہے صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا

یہ کتب خانہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مجالس درود و شریف رحمۃ اللہ علیہ کے عہد شباب سے قائم ہے جس کی تحریر کردہ رسالہ ہے صوفی صاحب مہاجر مدحی کا حضرت نے آپ نبی میں بڑی دلچسپ تفصیلات بیان فرمائی ہیں حضرت کے خلوص کی برکت ہے کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے خواص میں سے مکتبہ تاحال قائم ہے اور حضرت کے ہی خلف رشید تھے اور خلافت حاصل تھی بندگان خدا کوان سے بڑا فیض پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے مختصر مختصر بڑے مفید حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب زید مجید کی تحریفی میں یہ ادارہ مفید کتابیں شائع کر رہا ہے جن سے علم و ذکر دوں پہلوؤں سے بڑا فائدہ پہنچ رہا ہے۔

ایک اہم بیان

حضرت مولانا محمد یوسف کاظمی صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وہ تقریر ہے جو مجدد نبوی علی صاحبہ اصلۃ والسلام میں جماعت میں جانے والے حضرات مضمون ذکر و فکر آخوت ہے جس کی اس وقت شدید رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑھانے اور سانچھانے کو ضروری بدلیات کے طور پر کی گئی بالخصوص وہ حضرات جو اس راہ میں وقت لگاتے ہیں ان کے ذیل میں چند رسائل کا ذکر کیا جاتا ہے جو اگر اس رسالہ میں بھی صوفی صاحب نے ذکر کی جلوسوں کا تذکرہ شوئے ہیں لیکن سب کام کری میں پہنچنے کے لیے استعمال کرتے رہے ہیں لیکن ساتھ ہی مفتخر نیا کے کیونکی کالج اسٹوڈنس کے اتحصال کی روپیں شائع کی ہیں،

ذخیرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ حضرت مولانا شاہ عبدالقدار رائے پوری کے دست گرفتہ اور خلیفہ تحریک سید احمد شہید کے شیدائی قائم کرنے کے فوائد اسلاف و اخلف اور ادو کے اور لاہور کے عالمی شہرت یافتہ خطاط اور ادو کے کے بڑوں کے اقوال و تشریحات کی روشنی میں قادر الکلام شاعر حضرت شاہ سید احسانی رحمۃ اللہ علیہ کا مجموعہ نعمت ہے۔ اس میں کیا شہر ہو سکتا ہے کہ

یہ منتی سید احمد صاحب پالپوری کا ۱۸۱۸ صفات پر مشتمل ایک عام آدمی کے لیے کی خش کی رہنمائی وہ اللہ کے ان مختلف بندوں میں تھے جو عشق حقی کی آگ میں جلتے اور سلکتے رہتے تھے ان سے اللہ کے کے بغیر الجھنیں اور بے طیناں پیدا کر سکتے ہیں۔

یہاں کیا گیا ہے، اس کا مطالعہ بہت مفید ہے کہ وہ اپنا وقت اس میں اپنے اس کا جذبہ بندوں کو بہت فائدہ پہنچا ہے رام کوان سے ملاقات آداب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

احادیث مبارکہ کی تفصیل میں موجود ہے چنانچہ اس کا جذبہ کا بھی شرف حاصل ہے۔

نفاس اپنی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کے عشق میں میں اب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وضاحت کے ساتھ

ذوبے اشعار کا مجموعہ ہے، جو پڑھنے والوں میں درود و مبارکہ (بخاری، مسلم، احمد، ترمذی) میں حضرت

یاں کیا گیا ہے صوفی صاحب نے یہ بڑی عبرت کی

بیات لکھی ہے کہ لوگ دعا کے لیے کہتے ہیں، تو جن حالت دیکھ کر فتحت و موعظت حاصل کر لے۔

حضرات سے بے تکلفی ہے کہتا ہوں کہ بھائی جب تم

جوت جنمگا تاہے جو بندہ مومن کی زندگی کا حاصل ہے۔

کے طور پر پیش فرمایا ہے، بلاشبہ ان کا ملک و ملک خواتین اسی ایمان و اربی ہو جو ایمان کے راستے میں اپنے شہر کی مدد کرے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مخلوقة) کی باہم پڑہ پیش کرنے کی بڑی اچھی تیزی کے حسن کو اپنا کرتا ہم مسلم خواتین، اپنے اوپر عائد ہونے ایک دوسری طویل حدیث میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس عورت پر، جو رات کو سوکر ذریعہ تطبیب دی ہے کہ وہ (بیویاں) تمہارے لیاں میں اور تم ان کے لیاں ہو۔" ایک حدیث شریف اسے انجام دے کر حقیقتی ہیں اور خیر کشیر کی توفیق ارزانی کرنے والے میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ناطقہ تو اس کے چہرے پر پانی چھڑک دے۔" آدی سب سے بدترین وجہ میں ہو گا جو اپنی بیوی (ابداؤ، نائی) کے راز کو فاش کرے۔ (مسلم) بھی اللہ تعالیٰ ہی ہیں!!

قرآن و حدیث میں مذکور ہوئی پر عائد ہونے چوہی پر شہر کا حق یہ بھی ہے کہ بڑی شہر کے ساتھ دیناوی معاملات میں ہمدردی کا معاملہ والے شہر کے حقوق کی یہ ایک محکم ہے، اگر مومن بینیں قرآن مجید میں بیان کردہ وہ اعمال حسن کرے، اپنے شہر کو اس کی استطاعت کے مطابق جاری ہے ہیں، مثال کے طور پر اعلیٰ تعلیم کے کاریکل (سورہ احزاب: ۳۵) کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ میں فتنہ و حرج کا ملکف ہاتھے، کیوں کاریکل شہروں کے لازمی حقوق کو پورے طور پر انجام دینے میں نقص کی مقدار کا تین ہیوی کی خواہشات پر نہیں ہے بلکہ شہر کی حیثیت پر ہے (سورہ طلاق: ۱)، دیدیں تو انشاء اللہ وہ دونوں جہانوں میں کامیاب بزرگ (۲۳۶) نیز یوی اپنے شہر کے ساتھ تہام دینی و کامران ہوں گی چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ شہر امور (نماز، روزہ، صدقہ و خوات) میں مکمل تعاون کرے، اسی طرح حقوق العبادی اداگلی میں اپنے شہر کی پوری اعانت کرے، چنانچہ قرآن مجید نے سوہہ توبہ (آیت ۱۱۷-۱۱۸) میں مومن مردوں عورت کو سوہہ توبہ کیا آپ شہر والی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہے کہ اپنے شہر کا حق اپنے سے دریافت کر دیا ہے اور مدارک اور قرار دے کر اس کے امر و نبی، نماز، روزہ، طاعت الہی و ادائی رسم کے ساتھ کس طرح برداشت کرتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہر ہمکن طریقے سے خدمت کرتی ہوں، کوئی حش کی بجا آوری کے تینجی میں مومن مردوں عورت سے کوئی تینی کرتی ہاں اگر کوئی مجرور ہو، پھر آپ رضوان الہی، رحمت خداوندی و دینا و آخرت میں فوز نے ارشاد فرمایا کہ تم ان کی پوری رعایت کرو، وہ اہتمام کرنے کی بڑی تطبیب دی ہے، اور ان اعمال دیکھ کر ہر ہمکن طریقے سے خدمت کرتی ہوں، کوئی حش کی بجا آوری کے تینجی میں مومن مردوں عورت سے کوئی تینی کرتی ہاں اگر کوئی مجرور ہو، پھر آپ رضوان الہی، رحمت خداوندی و دینا و آخرت میں فوز نے ارشاد فرمایا کہ تم ان کی پوری رعایت کرو، وہ تمہارے لیے جنت ہیں یا جہنم۔ (ترمذی: ۳۲۲/۳)

قرآن مجید نے سورہ تحریم (آیت: ۱۱-۱۲) تعاون و ہمدردی کی بڑی تفصیل موجود ہے چنانچہ میں حضرت مریم اور حضرت آیہ کی زندگی کو ایک حدیث شریف میں دینی امور و معاملات اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف احادیث میں مددگار یوی کو سب سے بڑی دولت مشارکیا گیا مبارکہ (بخاری، مسلم، احمد، ترمذی) میں حضرت ہے "سب سے لفظ بخش چیز یہ ہے کہ آدمی کو ذکر خدیجہ، حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہؓ ایمانی و عملی کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل نصیب ہوا اور زندگیوں کو تمام مومن عورتوں کے لیے اسوہ و متمدنے

علمی خبریں

محدث اختر ندوی

الاسلامیہ، القاهرہ نے شائع کیا ہے، یہ گرفتار
تفسیر مشہور اسلامی داعیہ سیدہ نبی غزالی کی
تحریر کردہ ہے، جوان کی وفات (۲۳ اگست
۱۹۰۵ء) کے چار سال کے بعد منتظر عام پر آئی ہے۔

یہ تفسیر درمیانی تقطیع کے دو جلدوں
اور ۱۳۰ صفحات پر مشتمل ہے، اس تفسیر میں مرحومہ
نے بڑے آسان اور لذیش انداز میں آیات کی تفسیر،

اعلان میں ایک ہزار افراد کا اعلان کیا ہے کہ امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن کو روس
اور ہائیکارستان کے موقع دورہ کے موقع پر وہ اسلام
پرہنائی، ان پر عمل اور ان ہدایات کی روشنی
میں اسلامی معاشرہ کی تفہیل پر خاص زور دیا ہے۔
کی دعوت دیں گے۔

مجلس اصلاح و ترقی (بلیٹی) کی طرف سے
جاری رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بلیٹی کے
سید حضرت طفیلین کا کہنا ہے کہ وہ بخشش امام و خطیب
دارالعلوم کو الائچہ اور اس کی پہلی جلد ارشاد
اوایعی مزکونش کو اسلام کی دعوت دیں گے۔

۱۹۹۸ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی تھی، لیکن
۱۹۹۷ء رافراد نے اسلام قبول کیا، اور اسلام کی
انبوں نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ وہ
دارالشرق کے ماں شیخ محمد معلم کے انتقال کے
بعد تفسیر کی طباعت کا کام رک گیا اور اب یہ سعادت

پہلے ان کا استقبال کریں گے، تجدید رسالت کے
دارالتوذیج والنشر الاسلامیہ کو حاصل ہوئی ہے،
اور رسول اسلام کا مکمل تعارف پیش کریں گے
کیا تھا، مجلس کے ہاتھ مدرزین العابدین حضرت کا کہنا
ہے کہ وہ ایام کے اختتام تک دشمنوں میں آئے والے خاندانی

بڑے کو ۲۰۰۰ء کے اختتام تک یہ تعداد ان شاء اللہ
اور تعلیمات اسلام کے محاسن و فضائل کو اچھے
ایک ہزار کی بیوچ جائے گی۔

انداز میں ان کے سامنے پیش کریں گے، اور پھر ان
دارالعلوم میں نو مسلموں کے لیے ایک

کونہب اسلام میں داخل ہونے کی خیر خواہانہ دعوت
ستقل عمارت کا انتظام کرنے کے بعد موصوف

دیں گے، اور یہ بھی کہ ان کے مک میں مقیم مسلمانوں
کو کمل حقوق دیے جائیں، اسلامی اور شاخ فی مراکز

کہ ہماری مجلس سال گذشتہ سے ہی نو مسلموں کے
تمام اوازات کا انتظام کریں اور یہ بھی کہا کہ

بلیٹی کے دیگر اسلامی ادارے اور تحریکات نو مسلموں
کے لیے دینی کتب، دروس و موعظ اور تعلیمی امور کی
خاتون کی لکھی ہوئی قرآن کریم

کی سب سے پہلی تفسیر
تلقنہستان کی مسلمانوں کا ہلیلی

اسلام کی پوری تاریخ میں پہلی بار ایک خاتون
کی لکھی ہوئی قرآن کریم کی تفسیر

کا عزم کلینٹن کو دعوت اسلام دینے کا عزم
منعقد کیا گیا تھا، وزیر خارجہ ڈنیشیلی میڈنے اسلامی

کتاب اللہ کے نام سے دارالتوذیج والنشر
اقدار و تعلیمات اور اس کے بے نظیر محاسن و فضائل

کو سراہا، اور کہا کہ رمضان المبارک میں اسلامی
تعالیٰ کی مکمل نمائندگی ہوتی ہے اور دوسرے
تشریعت کے مطابق فیصلے دینا وہاں لازمی ہو جائے
نہ اہب کے پیرو کارکھل کر مسلمانوں کی زندگیوں میں
ہیں، ۱۳ اسو مساجد، اسلامی مرکز اور ادارے ہیں،
غیر مسلم باشندوں کی ایک خاص تعداد اپنے
ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں کہ کس طرح تدبیح اسلام
نے انساف، رحمت و ہمدردی، ایک دوسرے کی
خیر خواہی کے ساتھ زندگی گزارنے کو کہا ہے، رمضان
کرتے ہیں، جن میں کثرت پڑھے لکھے
ان تمام خصوصیات کا مکمل جامع ہے، اور اس مبارک
عیسائیوں کی ہوتی ہے، خاتمین کی تعداد ۶۰ فیصد ہوتی
ہے عدالتیں ملک کے سرکاری قانون کے مقابلے
ہے، ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ جرمی
نہایت سہل ہیں، برطانوی روزنامہ The Times
کے وطن، معدہ، اولاد اور دنیاوی تک دو سے اپر
میں قبولیت اسلام کی بیک رفتاری تو ۲۰۵۰ء تک
مسلمان اکثریت میں ہو جائیں گے۔

ایدیس ایجنسی یونیورسٹی میں عربی
و ہندی میں پانچ فیصد مقدمات ایسے ہوتے ہیں
جو غیر مسلموں کی جانب سے دائر کے جاتے ہیں، ان
وزیر موصوف نے کہا کہ ان ہی اعلیٰ اسلامی
ذیان و ادب کا ایک مستقل شعبہ
اقدار و خصوصیات کی وجہ سے آج کی رات ہم نے یہ
مقدمات کی وجہ سے ہی رواں سال کے اختتام تک دس
تھے شہروں میں ہر یہ اسلامی عدالتیں قائم کرے کا
داران اور انتظامیہ نے یونیورسٹی میں عربی زبان
و ادب کو پڑھانے کے لیے ایک مستقل شعبہ کھولنے کا
فیصلہ کیا ہے، اس طرح یونیورسٹی میں انگریزی
اوایعی مزکونش کو اسلامی عدالتیں میں آئے والے خاندانی
و اور فرانسیسی زبانوں کے بعد عربی تیسرا عالمی زبان کا
و اور فرانسیسی زبانوں کے بعد عربی تیسرا عالمی زبان کا
مسلمان دوسری بجٹ عظیم کے بعد جرمی کے مسلمان
صرف برلن میں رہ گئے تھے، دوسرے کسی شہر میں ان
کا کہیں نام و نشان نہیں تھا، پورے جرمی میں صرف
اس کا کہیں نام و نشان نہیں تھا، پورے جرمی میں صرف
ایک مجھ تھی اور وہ بھی مقفل، اب تازہ اطلاع کے
مطابق جرمی میں مسلمان وہاں کے کل باشندگان کا
پانچ فیصد حصہ بن چکے ہیں، اور گذشتہ سالوں کے
مقابلہ بڑی تیزی سے حلقة اسلام میں داخل ہونے
پر ہمیں زبان کے لیے بھی تھی، لیکن ان تمام
والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے، اور خاص بات یہ
ہے کہ ان پانچ فیصد میں پیشتاں میں فیصد مسلمانوں
مستقل شعبہ کھولنے کا حکم جاری کر دیا ہے، اور اس
کو جرمی کی شہریت اور یونیورسٹی حاصل ہے۔

دوسرے ممالک سے جو مسلمان اس ملک میں
کے مطابق کام بھی شروع ہو گیا ہے۔

اکر پناہ لیتے اور اقامت اختیار کرتے ہیں ان کی
تعداد گذشتہ سالوں میں بہت کم تھی اور اب وہاں کی
مقبولیت

برطانیہ میں اسلامی عدالتیں کی اہمیت بڑھتی
ہے وہی چکے ہیں۔

دعا یہ مفترضت

۱۴ مددۃ العلماء کے اہل حق میں جاہل شارق
خاں صاحب کی خوش داں صبح نے جس
۱۳ ماکتوبر ۱۹۰۵ء کو کاپور میں انتقال کیا، مقرر اللہ
لہا و رحمہا رحمۃ واسعة
بیرونی محسن مسروق و فاروقی عدوی کے والد کا معمولی
علالت کے بعد ۹ ماکتوبر کی رات انتقال ہو گیا، نماز
چڑاہن کی بھی بھر پوری کوئی ضلع پوری میں ہوئی۔
قارئین سے دعا یہ مفترضت کی درخواست ہے۔

آکر پناہ لیتے اور اقامت اختیار کرتے ہیں ان کی
بوطانیہ میں شرعی عدالتیوں کی
تعداد گذشتہ سالوں میں بہت کم تھی اور اب وہاں کی
مقبولیت

جوہی (۸۲) میں کی تعداد میں یہ لوگ چار میلین تک



پنجاب کا سفر اور مالیر کوٹلہ کا تعلیمی و دعویٰ اجلاس

محمود حسن صنی ندوی

سے سارے کام ہوئے، خواجہ محمد مصوم علیٰ کی قبر پر بھی
گئے، اور واحد یہ ہے کہ ان دونوں جگہ پر اس محسوس
ہوا، تقدیم ہند کے بعد مجدد نسل یہاں سے پورے
طور سے چلی گئی تھی، بہت سے حضرات مختلف زمانوں
میں یہاں سے منتقل ہو گئے، آج دینی مدارس و مراکز
ہوں یا تعلیمی و دعویٰ ادارے، اور معتبر خانقاہیں سب پر
اسی نسل و سلسلی کی چھاپ ہے۔

آج سے ۱۸۷۶ء قبل حضرت مولانا

سید ابو الحسن علیٰ ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لے
کر خال معلم مولانا سید مسلمان حسنی ندوی کے ساتھ
زیادہ دینی و تعلیمی انتشار سے مسلمانوں کے لیے
ہمارے رہائش، اوقات آزادی کے سلسلے سے مسلمانوں کا
بڑھا جائے، کہ جن کو ملت کے پاسان کی حیثیت
نور الحسن راشد کانڈھلوی اور مولانا محمد کلیم صدقی پھر
جو انخلاء ہوا اس سے یہ علاقہ مسلمانوں سے خالی ہوتا
ہے، اور جو مسلمان پنجاب ان کے دین و ایمان کا سلسلہ
ہے، خاک کے ہے زیرِ قلک مطلع اوار
پر اسکیں بن گیا، اور یہ خط مسلمانوں کے لیے خط
ارتداد بن گیا، صرف ایک حصہ مالیر کوٹلہ کا صحیح حالت
اس خاک کے زردوں سے ہیں شرمندہ ستارے
کر گئے، غفارشہ، ان کے بیٹے سید سیف الدین
گردن نہ بھی جس کی چہاں تکریر کے آگے
صاحب سے ملاقات ہوئی یہ حضرت مجدد صاحب کی
شاخت کے ساتھ ہیں۔

مسلمانان مالیر کوٹلہ نے ایک اہم دینی تعلیمی

اور عمومی و اصلاحی اجلاس کا انعقاد کیا جس میں
حضرت مولانا سید محمد راجح صنی ندوی مظلہ العالی،
اواداں میں، محبت و تعلق سے پیش آئے، حضرت مولانا
مفتکر اسلام اور ہم سب کے مرشد و مربي

حضرت مولانا واضح رشید حسنی ندوی اور جناب مولانا
سید عبداللہ حسنی ندوی کو ٹھوکیا، داعیوں میں دہانی
کے ایک مکرمہ نو جوان جناب سرہد صاحب اور منی
ارتفاعات میں کانڈھلوی چیش پیش تھے۔

مولانا سید عبداللہ حسنی صاحب ۱۸۷۸ء تک تبرکوں اس
خط کی طرف روانہ ہو گئے تھے، حضرت مولانا مظلہ العالی

اواداں کے رفقاء، جن میں راقم الحروف بھی تھا
۹ ماکتوب روانہ ہوئے۔

سوہنہ میں

ابوال (ہریانہ) میں پہنچو وقت گزار کر مالیر کوٹلہ
تپیا جس کا ائمہ شدید اندیشہ تھا، مسجد مجددی میں
کے لیے حضرت مولانا مظلہ العالی، مسجد چڑھار (متعلق حضرت
مسجد الف ثانی) ان کو مجیجا جائے۔

بے کہ ہم اپنی ذمہ داریاں سمجھیں اور ان کو مجھاں میں،
ہم کو فناخ اور منتفع دنوں بناتے ہیں، اللہ نے انسان
مشہور مدرسہ عالیہ عرفانیہ کے طلبہ و اساتذہ پاہندی
کو ایسا بنایا کہ دوسروں کے تعاون سے اپنی زندگی
کے مسائل حل کرتا ہے، یہاں تک کہ کھان پختا میں
جو بنتا ہے کئی مرحلے سے گزر کر سامنے آتا ہے،

زنگی آخرت کو بہتر بنانے کے لیے گزارنی ہے،

مشہور مدرسہ عالیہ عرفانیہ کے طلبہ و اساتذہ پاہندی
سے آتے ہیں، اور یہ سلسلہ اس مدرسہ کے بانی شاہ
مطابق زندگی گزارے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عین القضاۃ لکھنؤی مرحوم کے زمانہ سے جاری ہے۔

نے فرمایا:

بلغو عنی ولو آیۃ

یہاں مسلمانوں کا باتا ماحول ہے، مدرسے
سوت بنتا ہے، بازار میں جاتا ہے، درزی کے باخو
لگتا ہے، کوئی ضلع نہیں ہے، لیکن پنجاب کا دارالاوقاف
اور ادارے ہیں، یہ علاقہ اس بے کا اللہ کو من کی طرف
یہیں ہے، اور یہی مسلمانان پنجاب کے مسائل کے
حل کا مرکز ہے، یہاں عصر بعد منفی ارتقاء احسن کے
کرس گے تو وہ بات نہیں حاصل ہو پائے گی جو پہلے
دارالاوقاف میں نشست طے تھی، مگر سفر کا نظام
متاثر ہونے کی وجہ سے یہ نشست بعد مغرب ہوئی گو
اوگ عصر بعد ہی یہو صحیح گئے تھے، مساجد کے ائمہ،
علماء اور معززین صحیح تھے، مولانا مفتی فضیل الرحمن
میں باریکت میں آتی اور تعارف ہوا، ہم سب بھائی

چل رہی ہے، ایک بھائی روح مخجنے کے ہم تعاون نہیں

کر سے کوئی ملکیتی بڑی ذمہ داری نہیں ہے۔

اجلاس عام

یہ اجلاس عام جامعہ الہمی فرست کی طرف
بھائی ہیں ایک دوسرے کا تعاون کرنا چاہئے۔

آخرت کی زندگی کے مقابلہ دنیا کی کوئی

مفتی ارتقاء احسن نے تمہارا حضرت مولانا مظلہ العالی
سے تھا جس میں بچوں نے پرورگرام بھی پیش کیا،

حقیقت نہیں رہتی، لیکن آخرت کی زندگی دنیا سے ہی

رجسٹر پر کچھ تحریر کروایا، اور تصحیح کے لیے بھی کہا،
مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی کے خطاب کے

حضرت مولانا مظلہ العالی اپنے خطاب میں فرمایا کہ

”جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے کرنے سے ہوتا ہے،
ہم ایک دنیا کی زندگی پر آخرت کی زندگی کا داردار

ہے اس حیثیت سے دنیا کی زندگی بڑی ایہت رکھتی

انہما کر کیا۔

جامعۃ المددی میں

بے، جس طرح کی توجیخ دنیا میں ہم بوس گئی طرح

آخرت میں پھل پائیں گے، دنیا کو مدد و

حضرت کو لے جانے کا پرورگرام بنائے ہوئے تھے
میں کہا گیا ہے: ”الدعا مزمعة الآخرة“، پھر اپنے

لیکن دارالاوقاف سے واپسی پر طبیعت اس حال میں
کی، اور بھی کچھ باتیں ہیں، اسی طرح جہاں اللہ نے

ہمیں تھی کہ دنیا اوقافی نہیں ہے، اس میں اللہ

کی حکمت ہے، زمین میں خلافت کا مطلب یہ ہے
ہوا، یہاں سب صحیح تھے، یہ حضرات اپنے آپسی

اندازہ اور شست صحیح کرے، ورنہ کوئی کسے نجیس میں

تعادل ایضاً پہنچتا ہے، اور دنیا میں بھی سزا ملتی ہے، چھل

لقصان پہنچتا ہے، اور دنیا میں بھی سزا ملتی ہے، چھل

تو جو خدمت پر کر کی ہے وہ کرے، تو اللہ نے جس

منسی ادا نہیں کیا، اس لے اب حسین دنیا میں رہنے کی

سے گلرائیز خطاب کیا اور فرمایا:

”آپ لوگوں نے ایک جامع تعلیمی منصوبہ
میں ہے، یہاں کے حالات، یہاں کا ماحول آپ

پیش نظر رکھا ہے اور اس پر عمل شروع کر دیا ہے، آپ

کے سامنے ہے، آپ اپنے حالات اپنے وسائل کے
مطابق انجام دیں، دنیا کی زندگی آخرت کی زندگی

کے مقابلہ ذرہ بر ایضاً نہیں رکھتی، اس لے

MOHD. YASIN MOHD. YAMIN PERFUMERS

EXPORTERS & IMPORTERS

تیک شامہ	Tayyab Shamama
شامہ عبدالجذب	Shamama Abid Special
عمرہ عابد	Amber Abid
مشک عبیر	Mushk Amber
عطر حنا	Attar Hena
عطر گلاب	Attar Gulab
عطر کیڑہ	Attar Keora
عطر موتیا	Attar Motia
عطر زعفران	Attar Zafran
روح خس	Rooh Khus
جنت الفردوس	Jannatul Firdaus
مجموعہ	Majmua

Kannauj-209725 (U.P.)

Tel: 05694-234445, 234725, Fax: 234388
Mobile: 09839208298 (Mohd. Furqan)
E-mail: mymykannauj@yahoo.co.in

Maqbool Mian
Jewellers

مقبول میان جویلریز

Jutey Wali Gali, Aminabad Lucknow.
Mob: 9956069081-9919089014

Mohd. Irfan Mob. 9305672501

ARHAM

MEN'S WEAR

Specialist
Sherwani, Jodhpuri Designing Suits

KOREY WALI GALLI, NEAR USMANIA MASJID
PATANALA, LUCKNOW

Mob: 9415090544 Shop: 2627446 Res: 2254796

پُرپُر ائٹر: ولی اللہ

ولی اللہ جویلریز

WALIULLAH JEWELLERS

All Kinds of Gold, Silver
& Diamond Jewellery

Jutey wali Gali, Aminabad, Lucknow



مہینی کے قارئین کی خدمت میں
مہینی کے قارئین "غیر جات" سے گزارش ہے کہ "غیر جات" کے مدد میں رقم کرنے کا نیا
بچنے کے مدد میں ذیل کے پڑھ پڑھ کر رابطہ تھا کہ، اماں ان کو رقم کرنے کی رسیل جائے گی۔

ALAUDDIN TEA
44, Haji Building S. V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003
Tele: Add Cupkettle

CAFE FIRDOS

Partly Air Conditioned

MOGHALAI & CHINESE FOOD

Tel: 23424781-23459921
145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

Contact:
Mr. M. Afzal 9019033087
Mr. M. Imran 9415757256
Mr. Zamir 9228726166

Phone: (B) 2816944
(R) 2827443

روپیہ مہینہ صورتیہ ملبوسات کا قابلِ استفادہ صرف

اعلیٰ کوئی، جدید ترین فشن کے ساتھ

Shirts, Trousers, Coats, Embroidered Sherwanis, Pillowers,
Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & T'es.

شادی یا ہاتھ، تیوار اور تقریبیات کے لئے شادی اور تھیر، تشریف لائیں قبل بمردوں برادر

menmark®
Ultimate Men's Clothing

MFG, Wholesale, Export & Retail
58, Halwasia Market, Hazratgarj, Lucknow - 226001

لے یہ انتظام کیا اس لے ہمیں اس سے فائدے
گر حضرت مولانا کی طبیعت نہ ساز ہوئی تھی اس لے
اٹھانا چاہئے، تو آن مجید کا جو مقام و اہمیت ہے، اس
لماڑی سے ہم کو اس کا خالی کرتا ہے، حفظ قرآن مجید
کے لئے جو انتظام کیا جاتا ہے وہ اللہ کو بہت یہ نہ ہوتا
کی اور کی میزبانی نہیں چلتی، مولانا سید محمد شاہد
بے، جو لوگ قرآنی مکاتب قائم کرتے ہیں، وہ اللہ کی
صاحب سہارن پوری اور برادرم معاذ نے حق
مد کے مستحق ہوں گے، جو اللہ کی طرف ایک با تھ
حصارداری ادا کیا، اور حکیم عزیز صاحب نے بخش
دیکھی دو تو جو زیری کی، شیم صاحب نے اپنے صاحبزادہ
آخر میں مولانا محمد طلحہ صاحب کا نذر حلوی نے
ڈاکٹر پرویز صاحب سے بھی رابطہ کیا، اور لکھنؤ کے
دعافر ماں اور اس سے پہلے چند باتوں کی تلقین کرتے
ہوئے کہا کہ: ہم س کو ایسا سنت کا اہتمام کرنا
سے بھی رابطہ رہا، چنانچہ مولانا مذکولہ جلد و بہ سخت
ہو گئے، اور درسرے روز مدرسہ الشیخ محمد بن کریما
الکاندھلی ل تحفیظ القرآن الکریم کے اس سال
کا افتتاح اپنے خطاب سے کیا جس میں فرمایا کہ:
حضرات! اقرآن مجید کی جو اہمیت ہے وہ عام
سہارن پوری نے مدرسہ کا تعارف کرایا اور کہا کہ یہ
ادارہ ۲۰ سال سے قائم ہے، سات طلبے سے شروع ہوا
طور پر جویزی ہے، عمرو لاوگ غور نہیں کرتے، بیز میں
کوآسان سے جوڑنے کا ذریعہ ہے، آسان کی
سہارن پور قیام کی ایک خصوصیت یہ بھی رہی
چیزوں کو زمین جیل نہیں سکتی تھی، لیکن اللہ نے
کہ مولانا محمد طلحہ صاحب نے اپنے عظیم والد حضرت
شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا وہ کتب خانہ دکھایا جوان کا
دارالتدصیف تھا، یہاں حضرت شاہ اسماعیل شہیدی کی
میراث ولی اللہ جس کو نہوت عطا فرماتا ہے تو اس کو
معاذن اور وہاں کے ارکان ورثیہ کو پیغام دینے کے
بعد فرمی طور پر سہارن پور کے لیے زین پکڑی،
جو پیالہ اور اپالہ، جگاری کے راستے سے سہارن پور
دوپہر کو ہو چکی، جگاری میں حافظ حسین
احمد صاحب اپنے رفقاء و معاونین کے ساتھ میں
آئے، اس طرح تشریف کا انہوں نے فائدہ اٹھایا۔

سہارن پور کے دون
سہارن پور میں چند گزار کر دہ دوں جانا
تحا اسی لیے دہ دوں کے میزان اچیزہ خیم
انصاری صاحب سہارن پور اسیں ہو چکی گئے تھے،
انہوں کی فلاج کے لیے یہ کام کیا، اللہ نے ہمارے